سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے ...
خواص سے ...
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے۔
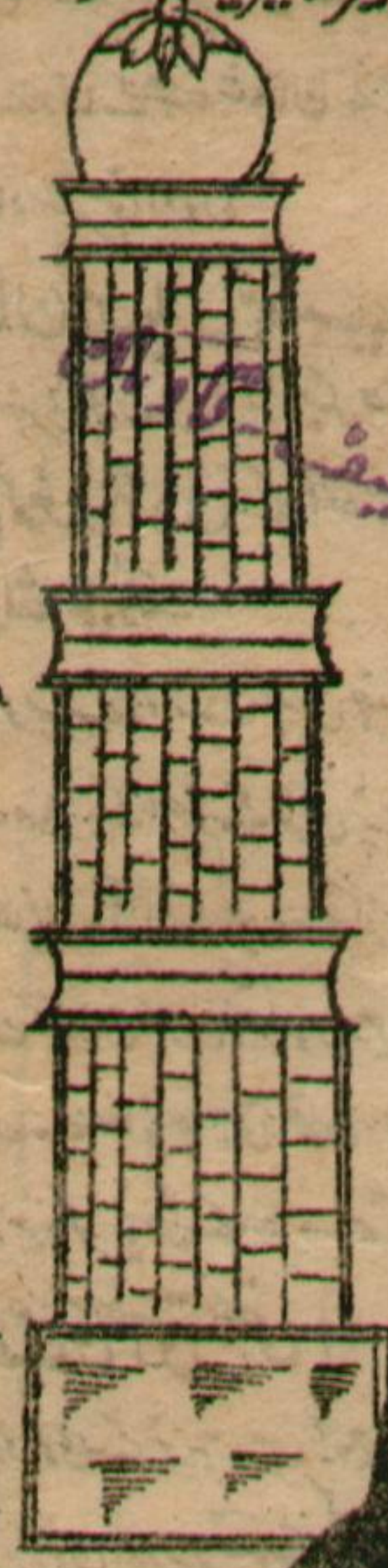
بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمی دیگر
بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

الحکم

قادیان دار الامان سے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱ و ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بپا در قادیاں بینی! | دوا ہم شفا بینی غرض دار الاماں بینی!

جلد (۱۹) مؤرخہ ۷ و ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء نمبر (۱-۲)

کچھ اپنی نسبت

ہمیں تا رہی احسو کہیں بجز است :: کہ شفقت آں نجمہ برگ نتواں آت

الحکم کی حالت ایک یرزو سیاہی کی سی ہو گئی ہے۔ جب ضرورت ہوتی ہے وہ مرد میدان بنکر خدمت قوم کیلئے سامنے آجاتا ہے ۱۸۹۶ء میں جب الحکم جاری کیا گیا ہے میرے وہم و گمان میں بھی یہ امر نہ تھا کہ الحکم کے ذریعہ قوم میں اس حد تک اخبار بینی کا مذاق پیدا ہو جائیگا کہ ایک محدود حلقہ کے اندر ایک ہی جگہ سے متعدد اخبار جاری ہو سکیں گے اور مختلف مقامات سے مزید اخبارات کے اجرا کی کوششیں ہونگی بہرحال خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے اٹھارہ سال کا زمانہ گذر گیا اور جس مقصد و نصب العین کو لیکر الحکم پیدا ہوا تھا اس میں پوری کامیابی ہوئی الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دنیا میں ہر اصلاح کا کام مشکلات اور روکوں کے اندر سے گذرتا ہے الحکم اس کلیہ سے باہر نہیں رہ سکتا۔ مختلف اوقات میں مختلف قسم کی مشکلات اسکے سامنے آئیں مگر اللہ تعالےٰ کے فضل نے ان مشکلات میں اس کا قدم آگے ہی بڑھایا۔ اور وہ پیچھے نہیں ہٹا۔ الحکم کی ابتدائی زندگی سلسلہ کے معاندین اور مخالفین کے مقابلہ میں گذری اور جس خوبی اور کامیابی کیساتھ وہ اس میدان میں آگے بڑھا وہ ایسی بات نہیں جس سے دوست و دشمن آشنا نہ ہوں لیکن جب سلسلہ کی ترقیات کا دور آیا اور سلسلہ کے کاموں میں ایک نظام اور ترتیب پیدا ہوئی مختلف انسٹیٹیوشنز اسمیں قایم ہو گئیں تو الحکم کا کام نرا مخالفین کے حملوں کا دفاع اور ذب ہی نہ تھا۔ بلکہ قومی اغراض و مقاصد کی حمایت کے ساتھ ان میں اصولی پابندی اور قومی ضرورتوں کے متعلق صحیح اور درست راستہ کام کرنے کا دکھانا تھا۔ اس موقعہ پر الحکم کا فرض پہلے سے زیادہ نازک اور مشکل ہو گیا۔ کیونکہ جب وہ اصلاح طلب امور پر اپنی آزادانہ رائے پیش کرتا تو بعض لوگ سے برا مناتے اور اسے قومی تضحیک کا ذریعہ قرار دیتے مگر اس قسم کی مشکلات اور خلاف آواز اُن میں بھی الحکم جس اصول کو لیکر جاری ہوا تھا اس نے اپنی آواز کو دھیما نہیں کیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئیے تھا کہ الحکم اپنے دوستوں میں سے بعض کو جو حب جاہ اور امتیاز کے گرویدہ تھے اپنا دشمن بنا لیتا۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ اور وہی الحکم جو قوم کیلئے صبح کا ستارہ در نشان تحمیل تھا۔ بدنام کنندہ قوم اس طبقہ میں قرار دیا گیا۔ وہ خطوط آج تک میرے پاس موجود ہیں۔ جنہیں سلسلہ کے کاموں کے داخل ٹھیکہ داروں نے اپنی راؤں کے خلاف آواز اٹھانیوالے کو بدنام کرنیکے لئے اس قسم کی تحریریں کیں مگر میرا حوصلہ ان آوازوں اور تحریروں سے بھی پست نہیں ہوا۔ میں ایک مقصد لیکر نکلا تھا اور وہ نصب العین میرے سامنے رہتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ قوم میں صحیح رائے پیدا کرنے کا مذاق پھیلاؤں خدا کا بے انتہا شکر ہے کہ

میں آج اپنے مقصد میں کامیاب ہوں

احمق اور نادان زر پرست الحکم کی کامیابی کا معیار چاندی اور سونے کے سکوں سے کرتا ہے مگر ایڈیٹر الحکم اپنی کامیابی کو اس روح سے دیکھتا ہے جو وہ آج قوم میں نفخ شدہ پاتا ہے۔ ان نادانوں نے جو دنیا کی سنہری اور روپہلی تجویزوں میں کامیابی کو دیکھا کرتے ہیں اور خشکی نظران دخارق سے آگے نہ جاتی تھی اپنی اندرونی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

نیچے گرا یا ہے۔ خواجہ صاحب نے اپنے اس لیکچر میں کوئی نئی بات نہیں پیش کی۔ بلکہ جو کچھ انکے معتقدات معاونین اس سے پہلے پیغام میں لکھ چکے تھے اور ساری قوم کو جاہل غبی الو الٹے اور کیا کیا کہہ چکے تھے خواجہ صاحب نے اسی کو دوسرا رنگ دیکر کہدیا۔ کہ بعض معاملات کا سمجھنا نہایت باریک فہم چاہتا ہے اگر خواجہ صاحب یا انکے رفقاء کی جماعت اس فہم باریک سے اسی کی حصہ دار یا وارث ہے تو پھر تو معاملہ صاف ہے۔ اگر یہ فہم جماعت کے دوسرے افراد کو بھی ملا ہے تو اب ایک نیک اور مخلص جماعت کو

جذبات کے ہاتھ فروخت ہو جانیوالی قوم

کہنا ساری قوم کی ہتک اور ان کے پاک اور نیک ارادوں اور نیتوں کی تحقیر ہے اور میں نہیں سمجھتا بجز اعلیٰ درجے کے صبر کرنیوالوں کے کون ہے جو اس تحقیر کو جائز رکھیگا۔

پھر خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی تحقیر آپ کی جماعت کی تحقیر کرنے کے بعد اپنے فضائل اور مناقب اپنی زبان سے دہرائے ہیں۔ جاپانی سفارت کا واقعہ تو میں پہلے بیان کر آیا ہوں۔ اسکے بعد خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔

"کیا ہم میں سے بعض مرحبا فی الواقعہ آپ کی زندگی میں مہاجر نہیں تھے" یہ ایک دعویٰ ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں۔ خواجہ صاحب کے دل میں اس دعوے کے پیش کرتے وقت کمزوری کا احساس ایسا سے پایا جاتا ہے کہ بعض اور مرحبا کے الفاظ میں پناہ لینی پڑی۔ لیکن اگر ہم بطریق تنزل مان لیں تو پوچھتے ہیں کہ کیا خواجہ نے کبھی قادیان میں مکان بنایا یا بنانیکی کوشش کی یا انکے رفقاء نے باوجود بڑے متمول ہونے کے کبھی ایسا انتظام کیا۔ پھر انکی مہاجرت مرحبا بھی نہیں رہ جاتی اور تو اور میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر یعقوب بیگ۔ خواجہ کمال الدین اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے تو وصیت تک بھی نہیں کی اور شاید آجتک بھی نہ کی ورنہ خواجہ کمال الدین کی بیوی مرحومہ جس کے لئے وہ کہتے ہیں اشاعت اسلام کے لئے انکی بڑی مدد اور مساعد تھی کیوں مقبرہ بہشتی میں نہ بھیجی جاتی۔

پھر اگر من وجہ انکو مہاجر خواجہ ہی کے الفاظ میں مان لیں تو کیا یہ عبد السین حبش کی سی ہجرت ہوگی اور یہ عجیب ہجرت تھی کہ قادیان رہنے کا کوئی انتظام اور فکر نہیں بلکہ وہ بعض دیو دو مرحبا ہجرت کرنیوالے بھی قادیان سے چلا جانیکے لئے ہمیشہ طیار ہے اور آخر موقعہ ملتے ہی چلے گئے۔ اس مہاجرت سے ہمارے دل پر کوئی اثر اور شوکت نہیں پیدا ہوتی۔

پھر خواجہ صاحب نے جماعت کے علم افراد سے پوچھا ہے کہ وہ ان لوگوں کی نسبت حضرت اقدس کی وفات تک کیا رائے رکھتے تھے مجھے تو کچھ بھی ضرورت نہیں کہ اس پر بحث کروں۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کرلو کہ جماعت کے عام افراد انہیں بڑے صلحاء اکابر اور اہل الرائے غوث قطب سمجھتے تھے لیکن کیا جماعت کو یہ حق نہیں کہ جب وہ انکی حالت متغیر پائیں انکی نسبت اپنی رائے تبدیل کرلیں۔ خواجہ اور انکے رفقاء یاد رکھیں کہ عباس علی۔ عبدالحق۔ الٰہی بخش اور محمد یوسف اور بلاآخر محمد یوسف افغان اور محمد سعید اور ڈاکٹر عبدالحکیم کے متعلق انکی کیا رائے تھی۔ اور خود حضرت امام کی کیا رائے تھی۔ آخر جب واقعات نے انہیں سلسلہ سے کاٹ ڈالا تو انکی حقیقت کا راز کھل گیا۔

کیا یہ امت خیر الامم نہ تھی اور کیا تحت ادیم السماء اب مغضوب نہیں کہلاتی اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اسکے متعلق یہود سے مشابہت کے الفاظ جاری نہیں ہوئے پھر ایک وقتی حقیقت یا عارضہ کو ابدی یا واقعیت کا رنگ دے لینا جائز ہے تو دنیا میں کوئی آدمی شریر اور بدمعاش نہیں ہو سکتا۔ نہ کوئی فاسق فاجر ہو سکتا ہے حقایق پسند قوم ان بھول بھلیوں میں نہیں آسکتی۔

اگر یہ کوئی سند صداقت ہو کہ قوم کا روپیہ کسی شخص کی قلم کے نیچے ہو اور اسے ٹھوکر نہ لگے تو پھر نہ اسے اس کلیہ کے ماتحت

یہودا اسکریوطی بڑا پاکباز تھا

کیونکہ وہ مسیح کا خزانچی تھا۔ حضرت مسیح موعود کو ان لاکھوں روپیہ کا فکر نہ تہا۔ بلکہ ایسے لوگوں کا فکر تہا جو ان اموال کو دیکھکر ٹھوکر نہ کھادیں اور بدقسمتی سے یہ ٹھوکر بعض کو لگی۔ اور انہوں نے اس حکومت کا ابدی اجارہ لے لینا چاہا۔ تب خدا تعالےٰ نے انہیں نکال کر باہر پھینکدیا۔ یہ واقعات ہیں انکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔

خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں اکثر واقعات بیان کئے ہیں۔ لیکن تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ جو شخص معمولی اور چھوٹے چھوٹے واقعات میں بھی صحت اور واقعیت کو قائم نہیں رکھ سکتا وہ کسی طرح اس امر کا مستحق ہے کہ

لوگ اسکی بات سنیں

ایسا شخص عقلمندوں اور اہل انصاف کے نزدیک زندہ نہیں۔ بلکہ مرحوم ہے اور پبلک میں ہو کر جو واقعات کو تبدیل کرتا ہے یا غلط بیان کرتا ہے وہ اپنی اخلاقی موت کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایک واقعہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ اب دوسرا واقعہ ایک اور پیش کرتا ہوں۔

انجمن کا اجتہادی سرٹیفکیٹ

رئیس المنکرین نے سب سے اول ۲۷ اکتوبر والی ایک تحریر کو شائع کیا۔ اور اب اسی کا حوالہ خواجہ صاحب یوں دیتے ہیں۔ "پھر اس تحریر کا بھی ذکر کرو۔ جو حضرت میر ناصر نواب صاحب کی بے ضابطگیوں پر میری ہی تحریک سے حضرت مرزا نے لکھی تھی"

یہاں خواجہ صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ تحریر خواجہ صاحب کی تحریک پر حضرت صاحب نے لکھی تھی۔ دوسرے حصہ کو کہ حضرت میر ناصر نواب کی بے ضابطگیوں پر لکھی تھی یا کیا میں اسوقت چھوڑ دیتا ہوں اسکے یہ معنے نہیں کہ یہ صحیح ہے یہ بھی غلط ہے لیکن مجھے صرف اس حصہ کی پڑتال کرنا مقصود ہے جو خواجہ صاحب نے اپنی ذات والاصفات سے منسوب کیا ہے۔

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس تحریر کا محرک خواجہ ہی تھا تو کچھ شک نہیں کہ خواجہ کی اس خصوص میں یہ بات قابل وقعت تسلیم ہونی چاہیئے لیکن اگر یہ جھوٹ اور سیاہ جھوٹ ہو تو پھر

خواجہ کی خودکشی کا یہ ایک اور ثبوت ہوگا

اسکے لئے میں خیالی یا منطقی دلایل پیش نہیں کرنا چاہتا بلکہ انجمن کے اپنے فیصلہ اور رجسٹر دکھاتا ہوں۔ کہ وہ اس بارہ میں کیا شہادت دیتے ہیں۔

اس تحریر کے متعلق اس سے پہلے میاں معراج الدین صاحب عمر نے ایک اشتہار رئیس المنکرین کے نام بطور کھلی چٹھی کے شائع کیا تہا۔ جس کا جواب وہ آجتک نہیں دے سکے اور اب خواجہ صاحب نے اس تحریر کو پھر مجدداً پیش کیا ہے۔ خواجہ صاحب نے اس تحریر کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ انکی تحریک سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی تہی۔ اس دعوے کا اول تو کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور کم از کم کوئی تحریری درخواست خواجہ صاحب کی ہونی چاہیئے یا انجمن کے کاغذات میں خواجہ صاحب کی تحریک کا ذکر ہو۔

برخلاف اسکے انجمن کے کاغذات اور روئداد میں ریزولیوشن نمبر ۵۹ بد کے الفاظ میں درج ہے کہ سیکرٹری اور خانصاحب محمد علیخان صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کے استعفیٰ پیش ہو کر پڑھے گئے استعفوں کے پیش ہونے کے بعد ہی حضرت اقدس بھی مجلس میں تشریف لے آئے اور آپکے حکم سے یہ استعفیٰ نامنظور کرکے واپس کئے گئے۔

اب اس سے اگر کوئی بات ثابت ہوتی ہے تو اسقدر کہ حضرت مسیح موعود اس شخصیت سے (جسکا خواجہ صاحب بار بار ذکر کرتے ہیں اور کبھی لوگوں کو بتو ہیں کہ کبھی وہ اسکے گرفتار کرانے گیا تہا اور کبھی کسی رنگ میں اسکے بدظن کرتے ہیں) حضرت مسیح موعود استعفیٰ واپس دلاتے ہیں اور نامنظور فرماتے ہیں اور اسکے ضمن میں وہ تحریر کرتے ہیں جسکا ذکر وہ فخر سے کرتے ہیں۔ اس تحریر کے ذریعہ اگر کسی کی صداقت ثابت ہوتی ہے تو وہ شیخ یعقوب علی ہے جسکے استعفیٰ کو حضرت اقدس نے واپس کر دیا اور انجمن کو سارٹیفکیٹ عطا فرمایا۔

معزز ناظرین! ریزولیشن مذکور کے الفاظ میں یا اس تحریر میں کیا کہیں خواجہ صاحب کا ذکر ہے۔ ہرگز نہیں۔ بس خواجہ صاحب نے اس امر کے اظہار میں جو محض اپنی شخصیت کے لئے کیا گیا ہے کہ میری ہی تحریک پر حضرت اقدس نے وہ تحریر لکھی تھی۔ سراسر جھوٹ بولا ہے۔ اور جو شخص واقعات کو اس طرح پر گھڑ لیتا ہے وہ خود خدا کے لئے غور کرے کہ اسکا بیان کہاں تک قابل پذیرائی ہونا چاہیئے اس لحاظ سے میں اسکو غیر ذمہ وار نہ کہوں تو کیا کہوں (باقی دوسرے نمبر میں)

منکرین خلافت سے قطع تعلق کر لو

مجھے دریدہ دہن کہنے والے ازالۂ اوہام میں اس حصہ کو پڑھیں۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نکتہ چینی کا جواب دیا ہے۔ جو منکرین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخت کلامی پر کی ہے ؛

حق کی لازمی مرارت ان کو تلخ کام کریگی۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ جو لوگ سلسلہ خلافت سے وابستہ ہیں ان میں سے بعض بھولے بھالے بزرگ ابتک یہ سمجھتے ہیں کہ ہرچند یہ لوگ منکرین خلافت ہیں۔ اور سلسلہ کے تہ وبالا کرنے میں ان کی کارروائیاں طشت از بام ہو چکی ہیں۔ مگر پھر بھی وہ کہتے ہیں۔ کہ ان سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھو۔

میں اس قسم کے معاملات میں ہمیشہ اکسٹریمسٹ ہوں۔ اور یہ خیالات میں نے خود پیدا نہیں کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسوہ حسنہ یہی ہے۔ مخالفین مہدیت و مسیحیت اور ہمارے درمیان کیا کچھ امور بطور مشترک امر کے نہ تھے۔ کیا وہ عقاید اور ارکان اسلام کا اعتراف نہیں کرتے تھے ؟ مگر پھر کیا یہ سچ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو لیکر بالآخر ان سے الگ ہو گئے۔ اور مذہبی معاشرتی اور قومی امور میں ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ کو بھی یہی لکھا۔ کہ میری جماعت جو خونی مسیح اور خونی مہدی کا عقیدہ نہیں رکھتی۔ حقیقی وفادار ہے پھر اگر تم اس بات پر محض خوش ہو جاتے ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجددیت کا یہ اقرار کرتے ہیں یا اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ اس لئے ان سے الگ نہیں ہونا چاہیئے۔ تو اپنے عمل سے نعوذ باللہ تم خدا کے برگزیدہ نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فعل کی ہتک ہی نہیں کرتے۔ اسے ناجائز ٹھہراتے ہو ؛

ہماری جماعت نے ایک وقت تک ان لوگوں سے تالیف قلب کا معاملہ کیا۔ کبھی ابتداء نہ کی۔ اور ان کی گالیوں سخن سازیوں کی پرواہ تک نہ کی۔ یہاں تک کہ حضرت امیرالمومنین حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس رئیس المنکرین کے پاس گئے۔ اور چاہا۔ کہ وہ دارالامان سے نہ جاوے۔ مگر انہوں نے

خوئے بد را بہانہ بسیار

کے ماتحت قادیانی جماعت کو نعوذ باللہ فتنہ پرداز اور ناقص الامن قرار دیکر قانونی گرفت کے نیچے لانے کی کوشش کی۔ کہ وہ رئیس المنکرین کی جان لیں گے۔ قادیان کے مخالف تو اب تک مزے سے رہتے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جمانی فیوض ہسپتال مدرسہ وغیرہ سے فیض اٹھاتے رہیں۔ اور کوئی انہیں کچھ نہ کہے۔ مگر رئیس المنکرین کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی۔ اس سے بڑھ کر ایک امن جو اور غریب مزاج قوم پر کیا حملہ ہوگا۔ ایک طرف تو انہیں لنگر کے ٹکڑے توڑنے والے اپاہج اور قاعدین کہا جاوے۔ اور دوسری طرف اس قسم کے شرمناک حملے ان پر کئے جاویں۔ پھر بھی کہا جاتا ہے۔ کہ ان سے تعلق رکھنا ضروری ہے ؛

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک ہدایت جماعت کے فائدہ کے لئے لکھنا چاہتا ہوں۔ جو آپ نے ازالۂ اوہام میں جماعت کو دی ہے۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت میں ایسا وقت آنے والا تھا۔ کہ بعض لوگ مرتد اور مردود ہو جائیں گے۔ اور سلسلہ کے مقاصد اور اغراض کو چھوڑ کر اپنی نفسانی اغراض کو بت بنا لیں گے۔ تو اب جبکہ بعض بدقسمت انسانوں نے اس پیشگوئی کو پورا کر دیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ان سے قطعی بیزاری اور علیحدگی کا اعلان کر دیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ تو آج ہی ان سے بالکل علیحدہ ہو جاؤ۔ ہاں اگر انہیں مصیبت زدہ پاؤ۔ وہ کسی طرح تمہاری ہمدردی سے فایدہ اٹھا سکیں وہ تو انسان ہیں۔ ایک کتے اور بلی سے ہمدردی۔ اور رحم کرنا انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے۔ احمدی جماعت کے ہر فرد کو اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ لیکن وہ تعلقات جو محبت ارادت اور دوستی کے ہیں۔ وہ ان سے قطع کر دینے ضروری ہیں۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ خدا کے حضور جوابدہ ہو گے ؛

قوموں کے بننے اور بگڑنے کا یہی راز ہے قوم کو بننے کے لئے اپنے بہت سے مالوفات چھوڑنے پڑتے ہیں اور وہ قومیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت انبیا اور مرسلین کے ذریعہ بنائی جاتی ہیں۔ ان کو تو بہت سی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ اپنے وطن۔ عزیز رشتہ دار اور اپنے اموال و مالوفات اور بعض اوقات جانوں تک کو دیدینا پڑتا ہے۔ کیا تم جو ایک کثیر جماعت بن گئے ہو۔ تم میں سے کوئی بھی ایسا فرد ہے۔ جس کو کوئی قربانی نہ کرنی پڑی ہو؟ ایک بھی نہیں۔ منکرین خلافت تو اپنی لنو قربانیوں پر یونہی اتراتے ہیں۔ تم میں سے بعض غریب اور کمزور احباب بلکہ بعض ضعیف مستورات تک نے جو قربانیاں کی ہیں۔ ان کی نظیران بڑے بڑے پٹیوں اور جبّوں میں نہ ملے گی۔

غرض آخر تم نے پہلے بھی کچھ چھوڑا ہے۔ ہمارے آپس کے موجودہ تعلقات ان پہلے تعلقات سے زیادہ نازک اور قوی تھے۔ ہاں ایک ہی رنگ ان میں قوت اور نزاکت کا ہے کہ وہ محض خدا کے لئے ہیں۔ پس یہی رنگ ان کو توڑ دینے اور چھوڑ دینے میں سہولت بھی پیدا کرتا ہے۔ خدا کے لئے باہم محبت اور تعلق ہے۔ اور اگر کوئی خدا کے لئے محبت کے اب قابل نہیں۔ تو ہم

اسے عضو بیکار سمجھ کر کاٹ دیں گے

پس ہمدردی اور اخوت کے فلسفہ کے سمجھنے میں غلطی نہ کھاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسوہ کو مد نظر رکھو۔ انہوں نے محض خدا کے لئے اپنی برادری اور رشتہ داروں سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔ اور یہ کچھ ان کی اپنی ایجاد نہ تھی۔ وہ ابراہیم تھے۔ اسی سنت پر چلنا ضروری تھا ؛

ڈاکٹر عبدالحکیم نے کیا بُرا کیا۔ جو تم اس سے قطع تعلق کر چکے۔ یہی کہ وہ سلسلہ کے اغراض سے الگ ہو کر بالآخر مرتد ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پاک فراست اور خدا تعالیٰ کے عطا کردہ نور سے ایسے لوگوں کو دیکھ لیا ہے۔ اس لئے آپ نے ان سے الگ ہو جانے کی ہدایت کی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

"عزیزو! اپنے اس سلسلہ کے بھائیوں سے جو میری اس کتاب میں درج ہیں باستثنا اس شخص کے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ اس کو رد کر دیوے خاص طور سے محبت رکھو۔ اور جب تک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ قول یا فعل سے باہر ہو گیا ؛ تب تک اس کو اپنا ایک عضو سمجھو۔ لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے۔ یا وساوس و حرکات مخالف بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے۔ اس کی پرواہ نہ کرو" ؛ (ازالہ اوہام)

مندرجہ ذیل میں سے جو مناسب سمجھیں صرف ایک کارڈ لکھکر

مفت

منگوا کر واقفیت حاصل کریں آپ اسکو دیکھ خوش ہونگے

رسالہ امرت جسکے اندر دنیا میں نئی ایجاد تقریباً کل امراض کا ایک ہی علاج مشہور مقبول عام دوائی:۔

امرت دھارا (رجسٹرڈ)

جو سرکاری رجسٹری ہو چکی ہے کا مفصل بیان ہے آپکے دیکھنے کے قابل ہے۔ کسطرح ایک ہی دوائی اتنے فائدہ کر سکتی ہے دھوکے سے بچو امرت دھارا کا نسخہ سوائے پنڈت جی کے اور کوئی نہیں جانتا۔

رسالہ امراض مخصوصہ مردمان مردوں کی خفیہ امراض کے اسباب اور علاج آجکل کیحالت کا مکمل فوٹو پڑھنے تعلق رکھتا ہے، گمشدہ طاقت کے مایوس مریض اس کو پڑھکر کہا کرتے ہیں کاش کہ ہم اس کو اول دیکھتے یہ چالیس صفحہ کا رسالہ بھی مفت ہے

فہرست ادویات دیشی الیکارک وامرت دھارا اوشدھالیہ یہ فہرست ادویات کے نام اور ان کے صرف ضروری اوصاف بتلاتی ہے اسکے اندر طبی کتب مصنفہ شریمان کوی ونود پنڈت ٹھاکر دت شرما وید موجد امرت دھارا وایڈیٹر اردو، ہندی دیشی الیکارک کی فہرست بھی موجود ہے۔

طبی اخبار دیش الیکارک۔ اردو میں ہفتہ وار اور ہندی میں پندرہ روزہ ہے۔ ہندوستان بھر میں کوئی ہفتہ وار طبی اخبار سوائے اس کے نہیں ہے جکو ذرا بھی حکمت کا خیال ہے یا حکمت کے ضروری اصول جاننے کی خواہش ہے وہ دیکھتے ہی اسکا خریدار بنجاتے ہیں نمونہ مفت ملتا ہے۔ قیمت سالانہ ؏ اشتہاری ؏ مابھی ۱۲ار ہندی کی سالانہ قیمت ؏

نوٹ ایجنٹ بننے میں بڑا فایدہ ہے ہمارے لائق ایجنٹ بہت کماتے ہیں قواعد آسان ہیں

(خط وکتابت و تار کا پتہ) امرت دھارا لاہور۔

داد کا مرہم

دیکھئے مہاراجہ صاحب ریاست تنکر پور سو (ضلع بھاگلپور سے) کیا لکھتے ہیں

یہ دوسرا موقعہ ہے کہ آپکے داد کے مرہم نے جادو کا اثر دکھایا۔ جس سے میں نے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی میں مشکور ہوں اسکے استعمال کرنے والے سبھی جناب مہاراجہ صاحب کیطرح مداح ہیں۔ کیونکہ تینوں ہی مراتب کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے ایک دم اچھا کر دیتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ۸ر محصول ڈاک ایک سے ۲ تک ۵ر

ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور نیز ہمارے ایجنٹوں سے ملیگی ورنہ براہ راست کارخانہ سے طلب فرمایئے

ڈاکٹر ایس کے برمن ۷۳/۳ تاراچند دت نمبر ۵ و ۶ اسٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی!

والدین کیلئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر تندرست نہ ہو تو اسکو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے اسکے دودہ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے

اسکاٹ اینڈ بون مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی وطراری مریضوں کی کہ وزاری آجکل وہ سماں دکھا رہی کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس سے بھی دہوکا ہے۔ معجون طلسمی قوائے تناسل اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر ایک قسم کی شکایات کیلئے انشاء اللہ مفید ہے قیمت فی بکس ؏ طلائی طلسمی پیرانہ سالی کی وجہ سے اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فایدہ اوٹھائیں ماشاء اللہ وہ ضرور اس کو مفید پائیں گے۔

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر

منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم محمد حسین ولد حکیم سرفراز حسین مالک شفاخانہ احمدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی

اور گہری سازشوں کے ذریعہ الحکم کو مالی نقصان پہونچا کر اس کے ایڈیٹر کو دولت کے خزانے دکھائے جیسے شیطان نے مسیح کو دکھائے تھے مگر خدا کا فضل اسکا دستگیر ہوا اور وہ

اس امتحان میں پاس ہوگیا۔

اس قسم کی اور سنہری تجویزوں نے اسکو ضمیر فروش نہیں بننے دیا۔ اور قوم کو ٹوسیٹروں کے ہاتھ میں بکنے سے بچانیکی کوشش کی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

میں چاہتا ہوں کہ میرے دوست نہیں نہیں میرے برادران طریقت گزشتہ چھ سال کے الحکم کے فایل پڑھیں۔ انہیں معلوم ہوگا کہ الحکم کن خطرناک گھاٹیوں میں سے گزرا ہے اور پھر اپنے دامن کو سلامت لیکر جن بھول بھلیوں میں قوم کو خضر بنکر گمراہ کرنے والی ہستیاں لے جانا چاہتی تھیں۔ ھو انہ وار کہولکر میں شخصیت نے قوم کو یا اُن کے خطرہ سے آگاہ کیا

وہ الحکم ہی کی ہستی تھی!

مجھے اب اس دعویٰ کے ثبوت میں آج دلایل پیش کرنیکی ضرورت نہیں۔ میں جب ان بزرگوں اور دوستوں کو اپنے گرد وپیش محبت اور تکریم سے ملی ہوئی ندامت کیساتھ دیکھتا ہوں۔ جنکو الحکم کے متعلق گمراہ کیا گیا تھا۔ اور وہ میرے پاس آکر عذر خواہ ہوتے ہیں تو

بے اختیار خدا تعالیٰ کے حضور میرا سر جھک جاتا ہے

کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ آج وہ دن ہے کہ حق کھلگیا اور حقیقت بے نقاب ہوگئی۔ اور باطل اپنی نحوستوں کو لیکر بھاگ گیا وہ جو اپنی خدمات اپنی معتمدی اپنی وجاہت اپنے علم ورسوخ پر ناز کرتے ہوئے الحکم کی مالی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ اور قوم کو مرکز سے ہٹا کر ایک تاریک گڑھے میں گرا دینے کے منصوبے کرتے تھے۔ اپنی ناکامی اور نامرادی پر روتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جس شخصیت کو انہوں نے خطرناک بنا کر دکھایا تھا اور جن مضامین کو وہ زہر سمجھتے تھے۔ وہی شخصیت ان کے لئے تو بیشک خطرناک ثابت ہوئی کہ انہیں نامراد رکھنے میں خدا تعالیٰ نے اس کو بھی حصہ دیا۔ مگر حقیقت میں وہ خطرناک نہ تھی بلکہ بہترین دوست تھی اور انہیں مضامین نے قوم کی آنکھوں پر سے پٹی اٹھا دی۔ پس میرے دوستو۔ خدا کا شکر ہے کہ میں آج اپنے فرض سے گونہ سبکدوش ہوگیا ہوں اور میں

ایک کامیاب سپاہی کیطرح میدان میں آتا ہوں!

مجھے جو کچھ نامرادوں کا گروہ کہے میں انہیں معذور سمجھتا ہوں۔ اور نہ میں پسند کرتا ہوں کہ اس کامیابی کی حالت میں انکی لغویات پر نوٹس لوں۔ بلکہ میرا کام اس وقت بھی وہی ہے کہ قوم کو اُن کے مغالطوں اور منصوبوں سے آگاہ کرتا رہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں جو بت تھے وہ بعد میں خیالی ہستیاں قرار دی گئی ہوں۔ مگر ابتداءً وہ قوم کے اہل الرائے اور وہ مدبر تھے جو اپنی رائے اور تدبیر پر ناز کرتے تھے اسی طرح آج۔ جبکہ ایک نوح آیا۔ بعض ہستیاں قوم میں پیدا ہونے کی کوشش کرتی تھیں کہ سواع اور یعوق کی جگہ حاصل کریں۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک بُت شکن قوم کے سامنے اب اس قسم کی ہستیاں اپنی پرستش نہیں کرا سکتیں ہیں۔ اس زمانہ کے نوح علیہ السلام نے مسیح ابن مریم کے بُت کو توڑ ڈالا۔ اور تمام قوموں میں توحید کا پیغام پہونچا دیا۔ تو ناممکن تھا کہ اس قسم کے بت اسکے سلسلہ میں پیدا ہوسکتے غرض الحکم جس مقصد کو لیکر جاری ہوا تھا وہ مقاصد اس کے پہلے پرچہ میں درج ہیں۔ ان اصولوں کی بنا پر آزادی اور نیک نیتی سے قوم کو جن خطرناک ہستیوں سے آگاہ کیا تھا خدا کا فضل ہے آج قوم نے ان خطرناک ہستیوں کو خود مشاہدہ کرلیا ہے۔ یہ سچ ہے اور بالکل درست ہے کہ الحکم کی مالی حالت پچھلے چند سالوں سے درست نہیں رہی۔ مگر اس کی اسے پروا نہیں۔ اسلئے کہ وہ روپیہ کی ایک کل نہ تھا۔ جنہوں نے ایسا سمجھا تھا۔ ان میں سے اکثروں نے اب دیکھ لیا ہے کہ یہ خیال باطل تھا۔ مختلف اخبارات کے اجراء نے جو سلسلہ کے اندر مختلف مقامات اور ہاتھوں میں جاری ہوئے یہ عقدہ کھول دیا ہے کہ اخبارات آمدنی کا ذریعہ نہیں ہوسکتے۔ خصوصاً احمدی اخبارات۔ کسی ایک اخبار کا نام لو جو آمدنی کا آلہ بن گیا ہو بیانتک کہ وہ جو مجھے اخبار کے ذریعہ قوم کا روپیہ کھانیوالا کہتے تھے۔ آپ ایسی مصیبت کے نیچے پھنسے ہوئے ہیں اور مالی معاملات میں جو روز بروز وہ دیکھیں گے وہ انشاء اللہ آئندہ چلکر خود معلوم ہوجائیگا۔ انکا اثر۔ رسوخ۔ اور تمول بھی اخبار کو مالی آمدنی کا ذریعہ نہیں بنا سکا۔ باوجودیکہ ایسے وقت اور ایسے حالات میں انہوں نے اخبار جاری کیا تھا کہ وہ قوم پر اپنا اثر ڈال سکتے تھے اور سلسلہ کا وحید پرچہ الحکم اپنے مالی مشکلات میں مبتلا تھا۔ اور قوم کو اس سے بدظن کرنیکی پوری کوشش کی جاچکی تھی۔

آج قوم کو الحکم کے ساتھ مقابلہ کرنے کا خوب موقعہ مل سکتا ہے (الفضل کو مستثنیٰ کرکے کیونکہ خدا کے فضل کا ایک نشان ہے) جتقدر اخبارات جاری ہوئے انسے کسی پہلو میں مقابلہ کرو۔ انشاء اللہ الحکم کا نمبر بڑھا ہوا رہیگا۔ الحکم نے جو بڑا کام کیا ہے اور جن حالات کے اندر کیا ہے وہ قوم میں صحیح مذاق پیدا کرنا ہے۔ مجھے اعتراف ہے اور صدق دل سے اعتراف ہے کہ یہ اسکی کوئی خوبی نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے ایک ذریعہ قرار دیا۔

نامراد اور ناکام دشمن! حق پوشی کا عادی ہونیکی وجہ سے الحکم پر مختلف قسم کے الزام لگانیکی ناکام کوشش کرتا ہے۔ مگر گزشتہ سالانہ جلسہ پر حضرت خلیفۃ المسیح کا اپنے بے ریا خادم کے متعلق جو جملہ آفرین الفاظ میں الحکم کی نسبت ہمارا دوست اور ابتک دوست سلسلے کے اول الخادمین کہنا اور خود اسکے لئے اپیل کرنا چھوٹی سی بات نہیں۔ اور اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں اسے خلیفہ ثانی کے سپرد کرنا معمولی امر نہیں ہوسکتا۔ بیبڑے بڑے جبہ۔ بڑے مالدار اور اھل الرائے اور بڑے بڑے کاموں کے مدعی موجود تھے۔ ان میں سے کسی کے ہاتھ میں الحکم کی امانت کو سپرد نہیں کیا۔

غرض یہ داستان طویل ہے۔ میں مختصراً یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ واقعات نے آج الحکم کو عظیم الشان فتح دی ہے۔ ہرچند دوسرے اخبارات کی موجودگی میں اسکی ضرورت نہ ہو۔ لیکن حضرت خلیفہ اول نے خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر اسکے احیاء اور اجرا کی امانت ایسے حالات اور وقت میں دی۔ جبکہ آپکی زندگی اس دنیا میں اپنی آخری گھڑیوں کیطرف آرہی تھی۔ اسلئے میں اپنی زندگی بھر اس کو زندہ رکھنے کی ممکن کوشش کرونگا۔ اور جسکے ہاتھ میں یہ امانت دی گئی ہے وہ ایک زندگی کی روح رکھنے والی ہستی ہے اور اس کے متعلق خدا کے کلام میں ہے کہ وہ **اپنے مسیحی نفس سے بہتوں کو زندہ کریگا**۔ اسلئے میں ایک لحظہ کیلئے بھی بدگمان نہیں کہ الحکم مر جائیگا۔ جیسا کہ نامراد دشمن آرزو کرتا ہے بلکہ ہر ضروری موقعہ پر وہ دشمن کا سر کچلنے کو انشاء اللہ صف اول میں کھڑا ہوگا۔

حق پوش منکرین خلافت کا فتنہ مختلف رنگوں میں بنا سر نکالتا رہا۔ اور اب صرف اس کا ایک ہی حربہ بظاہر باقی تھا اس میں انہیں پوری ناکامی ہوچکی ہے۔ لیکن ایک گوسالہ سامری ابھی پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان کو وہم سا ہوتا ہے کہ اسکی مکروہ آواز شاید کسی بدنصیب کی دلچسپی کا موجب ہوسکے۔ اسلئے جیسے کہ میں بیان کرچکا ہوں کہ الحکم کی پوزیشن ایک ریزرو سپاہی کی سی ہے اس موقعہ پر الحکم اپنا فرض سمجھتا ہے کہ قوم کو اس گوسالہ سامری کی مکروہ آواز سے آگاہ کردے۔

الحکم شاید ابھی اشاعت پذیر نہ ہوتا۔ لیکن ولایت کی ایک معزز اور مشہور علمی سوسائٹی نے جسکے سرپرست ہمارے شہنشاہ ہیں (خدا شہنشاہ ہند کی عمر دراز کرے اور برطانیہ کو اسکے دشمنوں پر پُرشوکت فتح عطا کرے آمین) اپنی ایک چٹھی کے ذریعہ سے مجھے تحریک کی کہ میں بحیثیت اخبار نویس اس وقت اپنے قومی اور ملکی فرض کو ادا کروں الحکم سوسائٹی مذکور کا شکر گذار ہے اور ہمارے غیور مقتدر نامراد دشمنوں کو یہ دیکھکر ضرور حیرت ہوگی کہ الحکم کا نام دنیا میں بھی زندہ ہے بہرحال میں خدا کا شکر کرتا ہوا پھر قوم کی خدمت کی توفیق پاتا ہوں وباللہ التوفیق (خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان)

لوائم خامہ ولفظ است خنجر ÷ بمیداں آمدم اللہ اکبر۔

سالانہ جلسہ پر کچھ خیالات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اسسال خصوصًا سالانہ جلسہ انہیں اغراض اور مقاصد کے ماتحت ہؤا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کیلئے مقرر کئے تھے۔ خلافت ثانی کے عہد کا یہ پہلا جلسہ تھا الحکم میں چند ماہ پیشتر اس جلسہ کی اہمیت اور کامیابی کے لئے تحریک کیگئی تھی۔ اور یہ تحریک ایسے وقت ہوئی تھی جبکہ منکرین خلافت پورے زور اور طاقت کیساتھ سلسلہ کو منتشر کرنے کی فکر میں تھے۔ اسکے بعد الحکم کی اشاعت بعض وجوہ سے معرض التوا میں ہی اور جلسہ کے متعلق کوئی تحریک نہیں ہوسکی۔ دوسری طرف منکرین خلافت نے لاہوری انجمن کیطرف سے لاہور میں ایک جلسہ کا اعلان کیا اور اس کو کامیاب بنانے کے واسطے ہر قسم کی ممکن تجاویز دماغ میں لیں۔ اور اسی موقعہ کیلئے لنڈن سے چلکر خواجہ صاحب بھی اواخر نومبر میں لاہور پہنچ گئے۔ منکرین خلافت کو اپنی عجوبہ نمائی اور لنڈنی زائر کی شخصیت پر اعتماد تھا۔ کہ لوگ ضرور کثرت سے جمع ہوجاوینگے خواجہ صاحب کو اپنی شخصیت کا غلط اندازہ بمبئی اور لاہور کے استقبال کو دیکھکر نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر انہوں نے بھی غلط قیاس کیا اور لوگوں کو دعوتی خطوط اور اخبار کے ذریعہ ہر طرح بلانے کی کوشش کی اور جلسہ کے پروگرام کو ایسا دلچسپ بنانے کا انتظام کیا کہ اگر احمدی نہیں تو کم از کم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن تو سلسلہ کے اندرونی اختلافات کے اسرار سننے کو جمع ہوجائیں گے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کا جو کرشمہ دکھایا وہ اہل دل حضرات کیلئے تو کافی ہے ہاں من کا نشن والے بتوں کو اس سے کیا سبق مل سکتا ہے۔

غرض قادیان کے جلسہ کو بے رونق اور ناکام بنانیکے لئے جو کوششیں کیگئی تھیں وہ ہماری قوم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہے اگر اس قدر مخالفانہ کارروائیاں نہ ہوتیں۔ اور امرتسر تک اشتہار تقسیم نہ کئے جاتے تو شاید ہم اپنے جلسہ کی کامیابی کا لطف نہ اٹھا سکتے۔ خدا تعالےٰ نے وہ تمام تدابیر انہیں پر الٹ دیں اور ہمارا جلسہ خدا کے فضل اور توفیق سے **ہر پہلو سے کامیاب ہؤا** میں اس وقت صرف جلسہ کی چند خصوصیتیں پیش کرونگا کوئی خاص رپورٹ دینا میرا مقصود نہیں۔

اول۔ جلسہ کے ایام معمول سے دوگنے کردیئے گئے۔ پہلے یہ حضرات آنے والے کے بیاڈ کی فکر میں لگ جاتے اور خیال گذرتا کہ اخراجات زیادہ نہ ہوجائیں۔ اسلئے بعض اوقات جلسہ کے ختم ہونے کے ساتھ ہی خیموں ڈیروں کو اکھاڑنے اور لوگوں کے اسباب پھینکنے کی نوبت بھی آجاتی۔ یہ نظارہ ہمارے دونوں نے دیکھا ہؤا ہے۔ مگر اس سال باوجود قحط اور گرانی کے ۲۳-۲۴ دسمبر سے شروع ہوکر ۳۰ دسمبر تک تو علے العموم اور ۳-۴ جنوری تک مہمانوں کا جمگھٹا رہا۔ اور مہمان اس کثرت سے آئے کہ اس سے پہلے اتنی تعداد ثابت نہیں۔ احباب کی اس کثرت نے اس سال خصوصیت کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک نشان قایم کردیا۔ اور قوم کے اخلاص و محبت پر ایک مہر صداقت لگادی۔ اس سال ہمارے دوستوں کو قادیان میں متعدد مرتبہ آنا پڑا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کے ایام میں اور ان کی زندگی کے آخری دنوں میں بعض دفعہ دفتر سکرٹری سے خاص تار اور خطوط جاری ہوئے اور لوگ بلائے گئے۔ یہ معاملہ حضرت خلیفۃ المسیح تک بھی پہنچا تھا۔ یہ لوگ دوسروں کو تو کہتے ہیں منصوبہ باز اور اپنی کرتوتوں کو بھول جاتے ہیں۔ بالفاظ حضرت سیدنا المسیح ریاکار دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھتا ہے اور اپنے شہتیر کو نگاہ نہیں کرتا۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات پر کثرت سے جمع ہوئے پھر اپریل میں قوم کے نمایندے اکٹھے ہوئے اور اسطرح نو مہینے کے اندر تیسری مرتبہ یہ اجتماع ہؤا۔ مگر حق پسند اور حق پرست قوم نے اپنے عمل سے دکھا دیا کہ **فی الواقعہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم ہے**

آہ! ناحق شناس اور حق پوش ہاں حق پوشی کا عادی خطاکار سلسلہ پر پھبتی اڑاتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر وہ چار پانچ حق پر نہیں تو پھر خدا کا مسیح (نعوذ باللہ) ناکام گیا۔ اس منہ میں آگ اور اس زبان پر خدا کا قہر جو خدا کے کامیاب اور مظفر مسیح کو ناکام کہے۔ وہ اپنی نامرادی اور ناکامی پر اسکی کامیابی کا اندازہ کرتا ہے۔ غرض قوم نے اپنے مرکز کے ساتھ اپنی عملی محبت اور تعلق کا جو نمایاں ثبوت اس موقعہ پر دیا ہے وہ احمدی سلسلہ کی تاریخ میں ایک زبردست ابدی یادگار رہیگی۔ حقیقت میں خدا کے برگزیدہ نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم پیدا کرکے دکھادی۔** جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہوں وہ دیکھے۔ یہ پہلی خصوصیت تھی کہ ایام جلسہ بڑھائے گئے۔

دوسری خصوصیت اس جلسہ کی یہ تھی کہ امسال جلسہ کا انتظام ان ہاتھوں میں نہ تھا جو سالہا سال سے کرنے کے عادی تھے اور جنہیں اپنی قابلیت پر اسقدر ناز اور بھروسہ تھا کہ انہوں نے قادیان سے اپنا بستر اٹھاتے ہوئے یہاں عیسائیوں کے آباد ہوجانے کی پیشگوئیاں کی تھیں۔ مگر خدا کے محض فضل سے کام کرنے والے محض اخلاص سے کام کر رہے تھے اس خوبی کے ساتھ مہمانداری کے لوازمات کو مدنظر رکھا۔ کہ ایک غریب سے غریب بھائی کو بھی شکایت کا موقعہ نہیں ملا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ لیکن جن دوستوں نے جس فرض کو اپنے ذمہ لیا۔ اسے پوری وفاداری اور محبت سے ادا کیا۔ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے اور حضرت صاحبزادگان عالی تبار میاں بشیر احمد صاحب و شریف احمد صاحبان نے جس دردِ دل کیساتھ اپنی قوم کی خدمت کی ہے اس نے فی الحقیقت سید القوم خادمہم کے عملی ثبوت کو پیش کردیا ہے۔ گذشتہ سالوں میں ہمارے جاہ پسند اور قومی کاموں کے واحد اجارہ دار سردی کے موسم میں کوٹھیوں سے نکلنا کسر شان سمجھتے تھے۔ لیکن سنت نبوی کے متبع اکرام ضیف کو فطرتًا اپنے اندر رکھنے والے مسیح موعود علیہ السلام کے لاڈلے بچے رات کے ۱۲- بجے تک بھی خدمت قوم کیلئے کمربستہ نظر آتے تھے۔ انکی اس محنت اور سرگرمی نے تمام کام کرنے والوں کے اندر ایک برقی روح پھونکدی اور ہر شخص اپنے کام پر مستعد تھا۔

تیسری خصوصیت۔ ہمیشہ مستورات کے لئے وعظ و پند کے لئے تحریک کی جاتی تھی مگر صدر انجمن کے ممبر ناظمان جلسہ اسکی پرواہ نہ کرتے تھے۔ لیکن اس مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح نے عورتوں کے جلسہ کا خاص انتظام فرمایا۔ جس میں سلسلہ کی تعلیم یافتہ بہنوں نے بھی اپنے لیکچر دیئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اور دوسرے بزرگوں نے بھی ان کے مناسب حال نصائح کیں۔ اور عورتوں کا جلسہ بھی ایک کامیاب جلسہ ہؤا۔

چوتھی خصوصیت۔ اس جلسہ کی چوتھی خصوصیت یہ تھی کہ کسی لیکچرار کو ضرورت پیش نہ آئی کہ وہ اپنے لیکچر کا گلا گھونٹ دے۔ اگرچہ اس سے نظام وقت پر ایک اثر پڑنا لازمی تھا۔ مگر اخلاص اور صداقت کا یہی تقاضا ہونا چاہیئے تھا کہ ایک شخص جو کچھ کہنا چاہتا ہے اور جب تک کہنا چاہتا ہے کہہ لے۔ لوگ اس قدر دور سے اگر آتے ہیں تو وہ کچھ سننے کیلئے آتے ہیں۔ پس جب تک بولنے والے اپنے خیالات کو جس حد تک پہونچانا چاہتا ہے نہ بیان کرے سننے والے مستفید نہیں ہوسکتے۔

پانچویں خصوصیت۔ اس جلسہ کی پانچویں اور بڑی خصوصیت یہ تھی کہ جلسہ میں آداب جلسہ کو پورے طور پر نگاہ رکھا گیا۔ اور

حضرت خلیفۃ المسیح کی زبردست شخصیت اور قوت تاثیر کا اندازہ معمولی باتوں سے ہو گیا - امام لوگوں کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ صرف ایک مسئلہ بیان کرتا ہے اور قوم کے افراد میں ایک عملی تدابیر پیدا ہو جاتی ہے اور کھڑے ہوئے لوگ فوراً بیٹھ جاتے ہیں - حضرت خلیفہ ثانی کے اس عہد میں جو باتیں پیدا ہو چکی ہیں - انکی تفصیل کا یہ وقت نہیں مگر میں اتنا کہونگا کہ حضرت جو کچھ بھی پیش کرتے ہیں - بہ رنگ اصول اس کو طے کرتے ہیں

چھٹی خصوصیت - منکرین تو کہتے ہیں کہ صدر انجمن ٹوٹ چکی ہے - مگر اس جلسہ نے صدر انجمن کو ایک مضبوط باڈی بنانے کا عملی نمونہ پیش کیا ہے - اس سے پہلے کبھی صدر انجمن کو یہ بات نصیب نہیں ہوئی کہ وہ قوم کے نام ایک حکم صادر کرے اور قوم بلاچون و چرا اسکو تسلیم کرے - لیکن اس سال یہ پہلا فضل صدر انجمن کو ملتا ہے کہ وہ قوم کو اپنے ایک ارادہ سے آگاہ کرتی ہے اور قوم اس کے لئے شرح صدر سے سر جھکا دیتی ہے - صدر انجمن اصل معنوں میں اب کام کرنے لگی ہے اور صدر انجمن کے ممبر دل کے ہم کشادہ دل پائے گئے ہیں وہ قوم پر حکومت کرنے کے خواہشمند نہیں بلکہ قوم کی بھلائی اور بہتری کے لئے خادمانہ رنگ میں کھڑے ہیں - انہیں کے بڑے سے بڑے انسانوں کو بھی یہ عار نہیں معلوم ہوتی کہ اسکی بات اگر صحیح نہیں تو کیوں ایک چھوٹے پڑے انکے کپڑوں والا انسان اسے درست نہ کرے یہی برکت اور فضل کی راہیں ہیں - سب سے پہلی مرتبہ احمدیہ کانفرنس میں صفائی کے ساتھ اصلاح طلب امور کو تسلیم کر لیا گیا -

ساتویں خصوصیت - اس سے پہلے جلسہ کی کامیابی چندہ اور احباب کی کثرت سے کیجاتی تھی - اور حقیقت میں یہ مادہ پرست لوگوں کی نظر میں کامیابی کا معیار ہو سکتا ہے نا ل مادہ پرستوں کیلئے حجت ہو سکتی ہے - اس اور صرف اسی نکتہ خیال سے میں کہتا ہوں کہ اس حیثیت سے بھی یہ جلسہ کامیاب جلسہ تھا نقد **سوا چھ ہزار اور پچاس ہزار کا قومی وعدہ** چھوٹی بات نہیں مگر میں جلسہ کی **کامیابی** اس خصوصیت کے لحاظ سے ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس مرتبہ سلسلہ احمدیہ کو اپنے اصلی رنگ اور پوزیشن میں پیش کیا گیا - اب احمدی سلسلے کی خصوصیات کو اپنی حیات ملی کے لئے لازمی سمجھتے ہیں - اور اس روح کا پیدا ہونا ہی اسکی برتری کا ثبوت ہے

آٹھویں خصوصیت - انجمن ترقی اسلام کی کارگزاریوں سنگاپور کے اور ملائیشیا میں ایک مبلغ احمدیت بھیجنے کی تجویز ہے چنانچہ وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ ہمارے احباب ملائیشیا کو جانے والے مبلغ کا اعلان پڑھ لیں گے - ترقی اسلام

کے ماتحت جو کام ہوئے ہیں وہ نہایت شاندار ہیں انہیں میں قرآن مجید کے انگریزی اور اردو ترجمہ کی اشاعت کا باقاعدہ شروع ہو جانا ہے - انگریزی ترجمہ جو علماء کی ایک مجلس میں طیار ہو رہا ہے - چھپنا شروع ہو گیا - اور ولایت میں احمدیت کی باقاعدہ اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا - جیسا کہ **ایک انگریز احمدی مسلمان ہو گیا** - کہا جاتا تھا کہ ولایت میں احمدیت کا نام لینا ذھر قاتل ہے آج انہیں معلوم ہو کر زہر کے گھونٹ پینے پڑینگے کہ ایک انگریز بھی احمدی ہو گیا ہے

نویں خصوصیت اس جلسہ میں یہ پیدا ہوئی کہ باہم محبت اور اخوت کا سلسلہ بہت وسیع ہو گیا ہے - احباب کو باہم ملنے اور تعارف پیدا کرنے کا خاص شوق رہا - اسی سلسلہ میں ہمارے بعض ان بزرگوں اور دوستوں کو خدا تعالے نے اعتصام بحبل اللہ کی توفیق دی - چنانچہ حضرت مولوی نواب خان صاحب ثاقب اور قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری خلیفہ نور الدین صاحب جموں اس جلسہ کی برکات کے ثمرات ہیں - الغرض یہ جلسہ نہایت کامیابی اور شان و شوکت سے ہوا - اللہ تعالے ہم سب کو اس کے فضلوں کا وارث بنا دے آمین -

تاریخ سلسلہ کا ایک باب

انسان جب حق کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کو لازماً باطل سے تعلق پیدا کرنا پڑتا ہے - منکرین خلافت کے صلاحکاروں میں نیم احمدی تو آنے لگے نیم عیسائی بھی شریک ہو جائیں گے - سچ ہے ڈوبتا ہوا آدمی تنکوں سے سہارا لیتا ہے -

کسی نیم احمدی نے منکرین کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک باب کا خطرہ دکھایا ہے کہ جسکی موجودگی پر آئندہ نسلیں ہنسیں گی - اور وہ باب یہ ہو گا کہ کس طرح خواجہ کمال الدین کے لیکچروں سے جماعت کا رجحان اور محبت انکی طرف بڑھا اور اس کو کم کرنے کے لئے کفر و اسلام کا مسئلہ گھڑا گیا اور انکی شخصیت کو گھٹانے میں زور لگایا گیا - خواجہ صاحب کے دوستوں نے انکی حمایت کی صدر انجمن کے ممبروں میں مخالفت ہوئی - مولوی نور الدین صاحب کی مخالفت سے پہلے ریشہ دوانیاں کی گئیں - انصار اللہ کی جماعت کا پیدا ہونا اظہار حق کی اشاعت انصار اللہ کا جواب عبرہ وغیرہ اس قسم کے شوروں کا ایک خط چھاپکر ایڈیٹر نے تو خواہش ظاہر کی ہے کہ مورخ سلسلہ اس خط کو ضرور چھاپے گا میں تو نہیں کہہ سکتا کہ تاریخ سلسلہ کا کام کس ہاتھ پر مکمل ہو گا - لیکن میں اپنی خواہش اقتداراً ضرور کا اظہار کر سکتا ہوں کہ میں بھی اس کام میں اپنے رنگ میں لگا ہوا ہوں تاریخ سلسلہ کا یہ باب حقیقت میں بڑا دلچسپ ہو گا -

اگر دنیا کی تاریخ مذہب میں آدم اور اس کے منکر اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اور ان کے مخالفین اور ان کے خلفاء و نواب کے دشمنوں کی مساعی کا ذکر کبھی ہنسی کا موجب نہیں ہوا اور خدا کی مجید کتاب میں بھی ان واقعات کو پڑھ سکتے ہیں تو سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں یہ باب مضحکہ خیز نہیں ہو گا - بلکہ وہ باب العبر ہو گا - اور اگر خدا تعالے نے چاہا تو نیم احمدی صاحب زندہ ہی ہوں گے جو اس باب کا مطالعہ کرینگے اور انہیں معلوم ہو جائیگا کہ اس پردہ کے پیچھے سے کیا برآمد ہوتا ہے - تاریخ اسلام میں یزید اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعات کا حیرت بخش اور جرأت افزا باب موجود ہے - واقعات صداقت کا اظہار کر رہے ہیں مگر ناپاک فطرتیں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر الزام دیتی تھیں کہ کیوں انہوں نے تالیف لیتن اور صلح کے اصولوں کو مقدم نہ کیا - خلافت کی آرزو میں خون کی ندیاں بہا دیں یہ کوئی نئی بات نہیں -

سلسلہ کی تاریخ میں یہ باب جسقدر شاندار ہو گا - اسکی نظیر کم ملیگی - کیونکہ اسی باب سے یہ حق ظاہر ہو گا - کہ خلیفہ خدا بناتا ہے - کس طرح پر اسکی مخالفت کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت نور الدین رضی اللہ عنہ میں منصوبے ہوئے اور کس طرح بار بار بیعت کرنی پڑی اور حضرت خلیفۃ المسیح نے بعض لوگوں کو خارج کرنا چاہا - خواجہ کمال الدین صاحب نے کشمیر سے تار بھیجا - اور حضرت خلیفہ اول نے درگذر فرمایا - غرض اسی سلسلہ میں ان تمام منصوبوں اور منجوبزوں کو کھول کر بیان کر دیا جائے گا اور لوگوں کو معلوم ہو جاویگا کہ

شکلیں اکثر دھوکا دینیوالی ہوتی ہیں!

ان سازشوں کے نتائج سب مسلسل بیان کر دیئے جاوینگے - منکرین خلافت اور ان کے صلاحکار نیم احمدیوں کو ان کے پڑھنے سے لطف آجائیگا انشاء اللہ العزیز - فانتظروا انی معکم من المنتظرین -

جنگ یوروپ پر امریکن فتویٰ

یوروپ کا محاربہ عظیم اپنے نتائج کے لحاظ سے دنیا کے لئے ایک خوفناک مصیبت ہے اور اس تمام شرارت کا ذمہ دار جرمن ہے جو سالہا سال سے دنیا کے خرمن میں چنگاری ڈالنے کی فکر میں تھا - جو ننگا بھی اور مصیبت اس آگ کی وجہ سے دنیا پر آ چکی ہے اور جن خطرات کا اندیشہ ہے وہ ایسے نہیں کہ انکا خیال تھوڑی دیر کے لئے انسان کو متحیر نہ کر دے جرمن کی حیلہ سازیوں اور مکاریوں نے ترکوں کو بھی ناعاقبت اندیشی

سے میدان جنگ میں کود پڑنے پر آمادہ کر لیا۔ اور اب اسکے خطرناک نتائج کو برداشت کرنے کیلئے وہ آپ ذمہ دار ہیں۔ جرمنی کے ۹۳ معزز اور ممتاز اہل الرائے لوگوں نے جن میں ہر طبقہ کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ جو سائنس کی ہر شاخ مثلاً فنون لطیفہ۔ تعلیم و آداب وغیرہ میں چوٹی کے اصحاب سمجھے گئے ہیں۔ "مہذب دنیا کے نام ایک اپیل" کے عنوان سے ایک پمفلٹ چھاپ کر امریکہ میں شائع کیا ہے۔ جس میں انہوں نے اسبات کی کوشش کی ہے کہ موجودہ جنگ کے متعلق یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کے باشندوں کی رائے کو تبدیل کر دیا۔ مسٹر چرچ پریسیڈنٹ کارنیگی انسٹیٹیوٹ پٹسبرگ اور مصنف سوانح عمری اولور کرامول نے اس جرمن اپیل کا ایک جواب مرتب کر کے برلن کے مشہور ڈاکٹر فرٹز شاپر کے نام روانہ کیا ہے جو ذیل میں درج ہے۔ امید ہے یہ جواب نہایت دلچسپی اور توجہ سے پڑھا جائیگا (ایڈیٹر)

جرمنی کے ۹۳ مشہور آدمیوں نے جن میں پروفیسر، مشہور نامور اس قلم شامل ہیں امریکہ میں ایک چٹھی دور و نزدیک شائع کی ہے جس کا عنوان ہے "مہذب دنیا سے اپیل" اور اس میں یہ کوشش کی ہے کہ امریکہ کی عام رائے کو جرمنی کے حق میں تبدیل کیا جائے۔ لیکن اس اپیل کے جواب میں کارنیگی انسٹی ٹیوٹ پٹسبرگ کے پریزیڈنٹ مسٹر چرچ نے جو اولیور کرامویل کی سوانحعمری کا مصنف ہے۔ برلن سے ڈاکٹر فرٹز شیپر کے نام ایک خط لکھا ہے جو حسب ذیل ہے :۔ موجودہ جنگ میں باشندگان جرمنی جس بیتابی کیساتھ اہل امریکہ کی نظروں میں اپنے حق بجانب ہونیکی کوشش کر رہے ہیں انکی اس حالت پر رحم آتا ہے لیکن جرمنی کو ہرگز یہ اندیشہ نہ کرنا چاہیئے کہ امریکہ میں عام رائے اسکے دشمنوں کی غلط بیانیوں سے متاثر ہو جائیگی۔ کیونکہ ہم امریکہ کے لوگ معاملات کو سطحی نظر سے دیکھنے والے نہیں بلکہ بات کی تہ تک پہنچتے ہیں۔ اس جرمن چٹھی میں لکھا ہے کہ جرمنی شریک جنگ ہونے کے لئے مجبور کیا گیا ہے تو اسکی عزت اور شان قایم ہے اور تمام دنیا کو اس کی خیر منانی چاہیئے جنہوں نے اسپر حملہ کیا ہے لیکن بخلاف اسکے اگر اس ظالمانہ جنگ کیلئے وہ مجبور نہیں کیا گیا۔ تو کیا منطقی طور پر نتیجہ یہ نہیں نکالا جائیگا کہ اسکی کچھ عزت و شان باقی ہے اور اسلئے اسکے دشمنوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ اور انسانی ہمدردی کے مقدار وہ ہیں ڈاکٹر شیپر صاحب میں یقین کرتا ہوں کہ اس اہم سوال پر رائے قایم ہو چکی ہے کہ یہ رائے جرمنی کے دشمنوں کی غلط بیانیوں اور اتہامات پر نہیں نہ اخبارات کی بے پرکی سے لکھی ہوئی خبروں پر بلکہ سرکاری خط و کتابت کے بغور مطالعہ کے بعد قایم ہوئی ہے ان سرکاری کاغذات سے کیا ثابت ہوتا ہے ان کاغذات پر ریویو کرتے ہوئے مسٹر چرچ نے لکھا کہ لڑائی کس نے شروع کی؟ کیا انگلستان نے نہیں کی؟ ہرگز نہیں کیونکہ انگلستان نے اس وجہ سے کہ اسکی فوج تیار نہ تھی لشکر کیلئے زور زیادہ جنگ کیلئے تیار نہ تھا اور ۶ ماہ تک تیار بھی نہ رکھ سکتا تھا تو کیا فرانس نے لڑائی چھیڑی؟ یا روس نے ؟ ۹۳ جرمن ممتاز اشخاص میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں کہہ سکتا وہ آسٹریا تھا جس نے سرویہ پر بلا کسی معقول وجہ کے حملہ کیا اور جرمنی نے قدم قدم پر اسکی مدد کی جس نے پھر دل لیوپولڈ کو نوٹس دیا کہ اسٹریلیا کے خلاف ہر ایک قسم کی دست اندازی جنگی خیال کیجائیگی۔

بلجیم پر ظلم:۔ مسٹر چرچ لکھتے ہیں کہ جرمن چٹھی میں دوسرا معاملہ یہ ہے کہ یہ اتہام صحیح نہیں ہے کہ ہم نے بلجیم کی غیر جانبداری کو توڑا۔ کیا ان ۹۳ آدمیوں نے اس چٹھی کو بغور پڑھا ہے جسپر انہوں نے دستخط کئے ہیں۔ کیا اعلیٰ ترین عقلیں بھی ایسے غلط دعویٰ کی تائید کر سکتی ہیں۔ کیا ان لوگوں نے وہ اپیل پڑھی ہے جو وزیر اعظم جرمنی نے باشندگان امریکہ کے نام ۱۵ اگست کو شایع کرائی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ ہرگز نہیں پڑھی کیونکہ اس اپیل میں وزیر اعظم نے لکھا ہے کہ ہم لکسمبرگ اور بلجیم گورنمنٹوں کی مناسب پروٹسٹ کو نظر انداز کرنے پر مجبور ہوئے "میں کھلے دل سے کہتا ہوں کہ جو نقصان ہم پہنچا رہے ہیں ہمارا فوجی مقصد حاصل ہوتے ہی ہم اس کی تلافی کر دینگے"۔ اہل جرمن کا ضمیر کہیگا جبکہ باوجود جنگ کے غصہ کے وہ اپنے وزیر اعظم کے اقبال کی اہمیت کو سمجھیگا "جو نقصان کہ ہم پہنچا رہے ہیں"۔ ایک ایسے ملک کو برباد کر دینا جس نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا۔ اس کے فرزندوں کا قتل عام اسکے بادشاہ اور گورنمنٹ کو ملک بدر کر دینا اسکے ساز و سامان کو لوٹ لینا شہروں کی مسماری اور انکی خوبصورت تاریخی عمارتوں کا انہدام اور انسانی عقل و خرد کے بیش قیمت جواہروں کی پامالی۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ جب بلجیم کے مصیبت زدہ اور حواس باختہ باشندوں نے جب اپنے گھروں کو جلتے اور اپنے بیٹوں کو ذبح ہوتے دیکھکر دریچوں سے چند فیر کئے تو تمہاری فوج نے وحشیانہ خونخواری کیساتھ بلا لحاظ عمر و جنس کے ان کو تہ تیغ بیدریغ کیا۔ ڈاکٹر شیپر صاحب اگر حالات بدل جائیں اور یہ غیر ملکوں کے سپاہی برلن کے بازاروں سے گزریں تو کیا تم اور یہ ۹۳ اشخاص جن تک اپنے گھروں کو برباد ہوتا اور اپنی اولاد کو ہلاک شدہ دیکھیں گے تو کیا وہ اپنی کھڑکیوں سے فیر نہیں کرینگے میں تو ضرور ایسا کروں

جرمن فوجی غلبہ:۔ جرمنی میں ملٹری غلبہ کا جو آپنے ذکر کیا اس سے مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ اس جنگ کی بنیاد ۲۵ سال سے رکھی گئی ہے۔ جب وقت شہنشاہ ولیم ثانی تخت پر بیٹھا تو اس نے اعلان کیا کہ وہ اعلیٰ جنگی لارڈ ہے اور اس نے اپنی قوم کو جنگ کیلئے تیار کرنا شروع کیا۔ اس نے اپنے لڑکوں کو بچپن سے سپاہگری کی ترتیب دی تاکہ وہ قتل و خونریزی کو پیشہ بنائیں اور ہم امریکہ کے لوگ جانتے ہیں کہ اسکی شہزادی بھی کرنیل کی وردی پہنتی ہے اور جسطرح قیصر کے بچوں کو اسی طرح تمام سلطنت کے لڑکوں کو تعلیم دیگئی ہے۔ اپنے بڑے فلاسفر کانٹ کے رستہ کے برخلاف جس نے ہم کو نئے سنہری اصول بتائے تھے جرمنی کی قومی سپرٹ نیٹشی کی خود نفس کی مادی تعلیم اور جنرل برنہارڈی کی تشنہ خون تعلیم اور ٹریشکی کے خوابہائے جنگ و رودن بولو کے کمزور اخلاق پر پرورش یافتہ ہے اور ہمیں ہر ایک شہادت جو شہنشاہ اور اس کے بچوں سے لیکر اس کے سپاہیوں مدبروں اور پروفیسروں سے ملتی ہے ثابت کرتی ہے۔ کہ جرمنی اپنے تئیں تمام دنیا سے علیحدہ ملک خیال کرتی ہے اور اپنے آپ کو سب سے افضل سمجھتی ہے اور اس فوقیت کو جنگ کے ذریعہ قایم رکھنا چاہتی۔ لیکن اس قوم پرستی کی تنگ خیالی کے خلاف ہم امریکہ کے لوگوں نے انسانیت کی قیمت کو نسل کی قیمت سے برتر سمجھا ہے۔ اسلئے ہم تمام انسانوں کا اپنے ملک میں خیر مقدم کرتے ہیں اسلئے ہم تمہارے شہنشاہ کے رویہ پر ملامت کرتے ہیں جس نے اپنی فوج کو اپنے بھائیوں کے قتل کے لئے روانہ کیا ہے اور اپنی سپاہ کو بھی اس خونریز جنگ میں دل کھول کر ذبح کرایا ہے۔

یہ جنگ عیسائی سپرٹ کے منافی ہے

پس ان وجوہات سے ڈاکٹر شیپر صاحب ہم دیکھکر حیران رہ گئے ہیں اور شرمندہ ہوتے ہیں کہ ایک عیسائی قوم اس جابرانہ جنگ کی قصوروار ہے لڑائی کی کوئی ضرورت نہ تھی جیسے مسلح اور تیار تم تھے ساری دنیا تمہاری حدود کے اندر داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ اور جبکہ جرمنی کو دوسرے ملکوں سے کچھ نہ کچھ علوم حاصل کرنے تھے۔ اسی طرح تجارتی ترقی جو جرمنی کر رہی تھی۔ اس سے قوی قیاس ہوتا تھا کہ وہ ان کو بہتر بنا رہی ہے اور وہ تمام نوع انسان کی خدمت کرینگے تمہاری بڑی قوم کے جہاز دنیا کے ہر سمندر میں چلتے تھے۔ اور جرمن اشیا دنیا کے ہر حصہ میں فروخت ہوتی تھیں۔ اور نوع انسان انکی عزت کرتی تھی کیونکہ وہ انسان خیال کئے جاتے تھے۔ لیکن اب یہ سب حقوق جاتے رہے اور عام رائے جو تمہارے حق میں تھی وہ بدل گئی۔ جو روحانی اور مادی فوائد تم نے کھوئے ہیں وہ تم نصف صدی میں بھی حاصل نہ کر سکو گے۔ خدا کرے کہ ہم پھر وہ جرمنی دیکھ سکیں جسکی ہم عزت کر سکیں جسے امن پسند ترقی اور سچی عظمت کی جرمنی اعتدال پسند کہتے تھے بارہ خدا کرے کہ وہ ہمیشہ کیلئے اپنے جنگی لارڈوں سے چھٹکارہ حاصل کرے اور مسلح لشکروں سے اور پھر ایک دفعہ ایسے لیڈروں کے زیر اثر آ جائے جیسے کہ لوتھر، گوئٹے، میتھوون اور کانٹ۔ لیکن اس جنگ میں خواہ تم فتح حاصل کرو یا شکست جرمنی دنیا کی نگاہوں سے گر چکی ہے اور وہ قوم جو کبھی شائستہ تمدن اور تہذیب کی بانی تھی یا رستہ تاریکی اور خونریزی میں طے کریگی حتیٰ کہ ضمیر اس کو ہدایت کرے کہ وہ اپنی فوجیں اپنے ملک میں واپس بلائے اور دنیا سے معافی حاصل کرنیکی امید کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی قدر کرنیوالو!

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانحعمری پنجابی نظم میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ارشاد و پسندیدگی سے خاکسار نے لکھی اور چھپوائی ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول نے اس کتاب کی اشاعت کیلئے تحریک فرمائی اور حضرت ثانی نے ۱۹۱۳ء کے سالانہ جلسہ پر اس کتاب کی خریداری کی تحریک کرائی اگر ان قادیان قوم کی سفارش نہ بھی ہوتی تو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور محب اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیتے۔ لیکن خود حضرت خلیفہ اول اور ثانی نے بھی سفارش فرمائی ہے تو احمدی قوم کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ کم از کم ایک جلد خریدلیں۔ قیمت میں بھی رعایت کیگئی ہے ۸ کی بجائے ۴ فی جلد ذیل کے پتہ سے ملیگی۔ محصولڈاک علاوہ ہوگا۔ (منشی ... پنجابی ...)

حضرت اولو العزم خلیفہ ثانی کی خدمات

نمبر ۴

اس سلسلہ مضامین کے تیسرے نمبر میں مینے بیان کیا ہے کہ مدرسہ احمدیہ کا بقا و احیا بھی اسی پاک وجود کے ہاتھ پر ہوا۔ ورنہ منکرین خلافت نے بڑے زور اور جوش سے چاہا تھا۔ کہ وہ اس مدرسہ کو اڑا دیں۔ اور اس وقت جن منافقانہ وعدوں سے قوم کو دھوکہ دیا جاتا تھا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں دینی تعلیم کا کافی انتظام کر دیا جائیگا۔ اسکی حقیقت تو اسکے بعد ہی کھل گئی کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں دینیات کی تعلیم گھنٹوں سے اتر کر منٹوں پر آگئی۔ اور گذشتہ چھ سال کے اندر مدرسہ تعلیم الاسلام اپنے کسی ایسے طالب العلم پر ناز نہیں کر سکتا جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے دینی کورس کی وجہ سے ایسا باخبر اور عالمانہ رنگ کا ہو کر اسے پیش کر سکیں۔ میں ذاتی طور پر ایک شریف الطبع بچے کو جانتا ہوں۔ جو اپنی نیکی خدا ترسی اور دینی علوم کی محبت کی وجہ سے قابل قدر ہے۔ مگر یہ مدرسہ کی کسی تعلیم کا نتیجہ نہیں۔

بہرحال یہ امر مدرسہ کے نصاب سے معلوم ہو سکتا ہے۔ میں ہمیشہ الحکم میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا اور یہی امر میرے مہربان مولوی صدر الدین صاحب کو ناگوار گزرتا۔ اور انہیں جب کسی پبلک تقریر کا اپنی قوم کے سامنے موقعہ ملتا تو ایڈیٹر الحکم انکی تیز زبان کے اثرات سے محفوظ نہ رہتا۔ لیکن مینے کبھی ان مضامین کو مذمت و مخالفت کے خوف کی پرواسے نہیں لکھا تھا۔

غرض مدرسہ احمدیہ کو آپنے زندہ کیا اور پھر اسکی ترقی و تکمیل کے لئے ایک لمبا سفر ہندوستان کے مدارس عربیہ و دینیہ کے معائنہ کے لئے کیا تاکہ وہاں کے اساتذہ سے ملکر وہاں کے بورڈنگ ہوس یا کو دیکھکر جو مفید اور قابل قدر بات ہے۔ خواہ وہ انتظامی رنگ میں ہو یا تعلیمی طریق پر اسے اپنے مدرسہ میں جاری کریں۔

سخت گرمی اور پھر ناسازی مزاج کی حالت میں سفر کیا گیا۔ میں جو اس سفر میں ساتھ تھا جانتا ہوں۔ کہ آپکو کسقدر محنت اور تکلیف برداشت کرنی پڑی تھی۔ پھر مدرسہ کے لئے بہترین استاد مہیا کرنے کے واسطے آپنے دو نوجوانوں کو مصر اور شام تکمیل علوم عربیہ اور حصول زبان کیلئے بھیجا بلکہ یک کرشمہ دو کار تبلیغ بھی ہوتی رہے۔ اور وہ تکمیل ہی کر سکیں۔ انکا بوجھ آپنے خزانہ انجمن پر بہت ہی کم ڈالا یہ سلسلہ انشاء اللہ بدستور جاری رہیگا اور ایسے لوگ باقاعدہ جاتے رہینگے۔ یہانتک کہ مدرسہ مصر و شام کی اعلیٰ یونیورسٹیوں کے تعلیمیافتہ لوگوں سے پر ہو جاوے۔

مدرسہ احمدیہ کے پہل اس سال قوم کے سامنے آچکے ہیں۔ مولوی احمد بخش اور مولوی عبد الرحمٰن اب مبلغ ہو کر عملی کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ چاہیگا تو مدرسہ کے بیش قیمت نتائج اور فیوض سے قوم بہرہ ور ہو جاویگی

مدرسہ احمدیہ کے احیاء و بقا کے بعد میں آج ایک اور بڑی زبردست تحریک کا ذکر کرتا ہوں۔ جو حضرت صاحبزادہ صاحب کی محض فراست اور کوشش سے بچ گئی۔ ورنہ آج

اسکا خاتمہ ہو چکا تھا

وہ تحریک ریویو آف ریلیجنز کی تحریک ہے۔ ریویو آف ریلیجنز پر دو زمانے موت کے آئے اور خدا کی قدرت ہے کہ ان دونو زمانوں میں ریویو کی موت کے محرک حضرت خواجہ کمال الدین صاحب با تقابہ تھے۔ پہلا زمانہ ریویو کی موت کا وہ تھا جبکہ خواجہ صاحب نے ایڈیٹر صاحب کی تحریک پر ریویو کو سلسلہ کی خدمات سے الگ کر دینے کا ارادہ کیا وہ ایسا سبز باغ تھا۔ کہ ہم سب ریویو کی موت کے وارنٹ پر محض خواجہ صاحب پر حسن ظنی کی وجہ سے دستخط کر دینے پر آمادہ اور طیار ہو چکے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک فراست نے ہمکو اس لغزش سے بچا لیا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہماری رہنمائی نہ فرماتے تو ہم ایک گڑھے میں گر چکے تھے اور آج ریویو آف ریلیجنز کا جو حشر ہوتا وہ ظاہر ہے۔ مگر خواجہ صاحب اس خواب شیرین کو بھول نہ سکتے تھے اسلئے انہوں نے اسکی تعبیر اب دوسرے رنگ میں شروع کی حضرت کی زندگی میں انہیں یہ موقعہ نہیں مل سکتا تھا۔ اسلئے آپکے بعد انہوں نے اس سکیم کو ہاتھ میں لیا جب انہوں نے ولایت جاکر مسلم انڈیا جاری کر دیا تو ان کے احباب نے سعی کی کہ ریویو آف ریلیجنز کو بند کر دیا جائے۔ میں اس بات کے کہنے سے ذرا بھی ہچکچاتا نہیں کہ چونکہ اسلامک ریویو کا کام وہی ظاہر کیا گیا تھا جو ریویو کر رہا ہے اسلئے مینے خود بھی یہ تحریک کی کہ ریویو کو اسکے ساتھ ملا دیا جاوے لیکن میری تجویز اور تحریک کا پہلو یہ تھا کہ اسلامک ریویو صدر انجمن کا آرگن ہو اور اسکے آمد و خرچ پر انجمن کی حکومت ہو۔ اس صورت میں میری تحریک ریویو کے کام کو شاندار بنانے کی کہلائی جاسکتی ہے اور اسلامک ریویو کو ایک ضابطہ کے نیچے آنا تھا لیکن اسلامک ریویو خواجہ صاحب کی ذاتی جائداد قرار پا چکی تھی اسلئے اس اصل کے ماتحت کبھی وہ کسی انجمن کے ماتحت نہیں لایا جاسکتا یہانتک انجمن اشاعت اسلام بلاد غربیہ کا ٹرسٹ بھی باوجود روپیہ دینے کے اسپر حکومت نہیں کر سکتا۔ اور اب جبکہ قاری سرفراز حسین صاحب نے ولایت جاکر حقیقت کا انکشاف کیا ہے تو یہ مسئلہ بالکل صاف ہو گیا ہے۔ غرض میری تجویز ریویو کو مسلم انڈیا سے ملا دینے کی اسی رنگ اور حیثیت کی تھی کہ ریویو آف ریلیجنز کو ایک دوسرے نام سے صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ہی شائع کیا جائے گو اسکا مقام اشاعت لنڈن ہو۔ لیکن میری تجویز کے خلاف بعض دوستوں کی جو صدر انجمن کے مالک سمجھے جاتے تھے یہ رائے تھی کہ ریویو کو غیر ضروری قرار دیکر انجمن کا اسقدر روپیہ جو ریویو پر خرچ ہوتا ہے خواجہ صاحب کے حوالہ کر دیوے۔ اور ریویو کو اب غیر ضروری قرار دیا جاوے اس رنگ میں ریویو کی موت کا وارنٹ پھر گذشتہ دو سال کے اندر طیار کیا گیا۔ اور قریب تھا کہ قومی عدالت سے اسپر آخری دستخط کر دیا جاتا۔ لیکن اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک روح کیلئے

حضرت صاحبزادہ فضل عمر پر ہوئی

اور انہوں نے اس قومی آرگن کو فنا کے ہاتھ سے بچا لیا۔ اور اسکو زندہ رہنے دیا۔ اور آج یہ قومی ہستی کی شاندار خدمت سے بچی ہوتی۔ اور اسکے گذشتہ زندگی پر جو قریباً ساٹھ ستر ہزار روپیہ صرف کیا گیا تھا وہ بے اصل ہو جاتا۔ کیونکہ ان محرکین نے جو اپنا عملی نمونہ دکھایا ہے۔ اور جس طرح پر انہوں نے سلسلہ کے نام کو مٹا دینے کے لئے کوشش شروع کی تھیں۔ انہیں کوششوں میں یہ منضم ہو جاتا۔

پس اگر پہلی موت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رسالہ کو بچایا تھا تو اس دوسرے موقعہ پر اسکو بچانے والا

مرزا محمود تھا

احمدی قوم اندازہ کر سکتی ہے کہ کس محنت اور صرف سے یہ اس مرحلہ تک پہنچا ہے اور احمدی قوم کا ایک شاندار قدیمہ تبلیغ سلسلہ کا بلاد غیر میں ہے۔ اگر خواجہ صاحب کے ہاتھ میں اس کو دیدیا جاتا تو وہ سلسلہ کا نام لینا اور اسکی اشاعت کرنا یورپ کے نومسلموں میں خطرناک سمجھتے ہیں۔ مجھے اور غالباً سب کو تعجب ہوگا کہ کیا نعوذ باللہ ہمارا سلسلہ ایسا بودا اور نکما ہے کہ ہم اسکو پیش کرتے ہوئے شرماتے ہیں؟ نہیں سلسلہ تو ایک صداقت اور بین صداقت ہے مگر ہمارا اپنا دل کمزور ہے جو اسکو پیش کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

خواجہ صاحب کو ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے وہ الفاظ ابتک بھول نہ گئے ہونگے۔ جو انہوں نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے ایک جلسہ میں حضرت مسیح موعود کے تذکرہ پر کہے تھے کہ حضرت آج تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنی نبوت منوانی مشکل ہوتی۔ مرزا قادیانی کی کیا حقیقت ہے۔ ہاں نذیر احمد اپنی زندگی میں دیکھ کر مرا ہے کہ اسکا یہ خیال کیسا باطل اور لغو تھا۔ اس فقرہ کے دہرانے سے میرا یہ مطلب ہے۔ کہ واقعات نے بتا دیا ہے کہ اس زمانہ میں یہی سلسلہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ خواجہ صاحب کے ولائیت میں کوئی اثر پیدا کر رہے ہیں تو وہ اسی سلسلہ کے دلائل اور روح سے اسی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے مضامین سے جنکو کانٹ چھانٹ کر

وہ اپنے نام سے شائع کر رہے ہیں اگر کوئی شخص اس سے انکار کرے گا تو میں اس ذمہ داری کے قبول کرنے کو تیار ہوں کہ ثابت کر دوں کہ ریویو کی گذشتہ جلدوں نے کہاں تک خواجہ کی دستگیری کی ہے۔

پس اگر اس رسالہ کے قیام و بقا کی کوشش حضرت صاحبزادہ صاحب اسوقت نہ کرتے تو آج قوم کے ہاتھ سے ایک زبردست آلہ تبلیغ کا نکل گیا تھا منکرین خلافت نے ناحق اپنی خدمات کا سلسلہ شروع کیا اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے متعلق انکے زیر اثر لوگوں نے اور خود ان میں سے بھی بعض نے یہ کہنا شروع کیا کہ صاحبزادہ صاحب نے کیا کیا ہے؟ واقعات اب بتا رہے ہیں کہ کس نے کیا کیا؟ معترض معترضان نے انکی قربانیوں اور خدمات کا ایک خاکہ کھینچکر دکھایا ہے اگر اسکے اصلی فوٹوگراف پیش کیجئے تو حقیقت کے چہرہ سے پردہ اٹھ جائیگا۔ باوجودیکہ انکی قربانیاں قابیل کی قربانیاں ہیں۔ پھر بھی وہ ہابیل کی قبولیت پر تعیش و آتش ہو کر چاہتے ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو ہابیل کی موت کا موجب ہوں (میری مراد یہاں موت سے ہابیل کے کام اور کوششوں کو مٹانا ہی) مگر صاحبزادہ صاحب باوجود ان جلیل الشان خدمات کے صاف اقرار کرتے ہیں کہ میں نے کوئی خدمت نہیں کی اور حضرت مسیح موعود کی پاک روح میں گم ہو کر اسی کا ہم آہنگ ہو کر بار بار یہ کہتا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

اس نالائقی پر دنیا کی قابلیتیں اور لیاقتیں نثار ہوں کہ یہ آدم کا ورثہ ہی اور تمام صلحاء امت اور انبیاء کا پاک گروہ اس خاکساری پر ناز کرتا آیا خدمات اور قابلیت کی صدائے بے ہنگام عدو آدم کے وقت سے بیکار اور بے اثر ثابت ہوئی ہے اور ہوگی۔ پس حضرت صاحبزادہ فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ کمال ہے کہ باوجود خدمات کے اعتراف کرتے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کیا اور میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ اور اس پاک روح کے منکر اور دشمن بالمقابل اپنی انانیت اور شیخی کے مدعی ہیں۔ جس طرح آدم پر ملائکہ کا اعتراض کیا گیا۔ آج بھی ایک شخص اٹھا اور اسنے اپنے آپکو تمام بنی آدم اور اہل اسلام کا خیرخواہ ظاہر کر کے کہا کہ یہ شخص جو مسلمانوں کو باوجودیکہ وہ حضرت مسیح موعود جیسے مامور و مرسل کے قتل و کفر کے فتوے دے چکے تھے) کافر کہتا ہے متقی نہیں ہو سکتا اسکی نظر میں تو یہ فعل قتل سے بھی بڑھکر درجہ رکھتا تھا اور اپنی قربانیوں اور خدمات کو پیش کر کے اسکے انکار کو بھی مبنی برخوبی قرار دیا۔

میرے دوستو! کہا جاتا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کو اپنی مدح میں مزہ آتا ہے۔ جھوٹا اور لعنتی ہے وہ شخص جو اس پاک وجود کی نسبت اس قسم کا خیال کرتا ہے یہی اعتراض اور جینہ اسی طرز و رنگ میں صداقت کے دشمنوں اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کے منکروں نے کیا تھا جو چھپا ہوا اب تک موجود ہے کہ حاشیہ نشین تعریفیں کرتے ہیں تو حضرت اقدس خوش ہوتے ہیں مجھے حیرت ہے کہ کیا یہ لوگ حضرت اقدس کے حضور ادب سے بیٹھنے اور حضور سیدنا آقائے ملکہ تو خوشامد نہ تھی۔ اور اب یہ خوشامد ہے محض اسلئے کہ وہ اس پاک وجود سے عداوت رکھتے ہیں۔ ان اعلیٰ مرتبت لوگوں کے نزدیک دیا نہیں آتی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ذکر کیا تھا کہ جیسے ایک شخص کہ جانوروں کے سامنے نماز پڑھنے سے ریا نہیں ہوتی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں کے ہاتھ سے پاک کئے ہوئے وجود ان دنیاداروں کی ریا کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ سو واقعی یہ حالت ہے مگر ناآشنا اور ناواقف لوگوں کو کوئی کیونکر بتائے۔

ساری عمر یہ سنتے آئے اور باوجود یہ کہنے کے کہ تم میں سے بعض کی عمر ان منکران خلافت کی بیعت سے کم ہے۔ آجتک انہیں یہ معلوم نہیں ہوا کہ حضرت مسیح موعود ہمیشہ فرمایا کرتے ہیں۔ الطریقۃ کلہ ادب اور کبھی گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ مگر آج انہیں اتنا بھی گوارا نہیں کہ حضرت صاحبزادہ کے نام کے ساتھ کوئی تعظیمی کلمہ اضافہ ہو۔ وہ نہایت حقارت سے میاں محمود احمد لکھتے اور اپنے خیال میں چمگادڑ کی طرح الٹا لٹکنے سے آسمان کو سہارا دینا سمجھتے ہیں۔ میاں محمود احمد کی شان فقط محمود کہو تو بھی وہ محمود ہے حضرت صاحبزادہ کہو تب بھی وہی ہے وہ ایسے مقام پر آ کر کھڑا ہوا ہے کہ تم اسکی ذم کر نہیں سکتے۔ اسکا علاج تو ایک ہی ہے جو سعدی رح نے بتایا ہے۔

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست
کز مشقت آن جز بمرگ نتواں رست

مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بھی علاج نہیں کاش موت اس عذاب سے چھڑا سکتی وہ تو ایک اور عذاب کے قریب کریگی۔ غرض بات اور طرف چلی گئی۔ میں نے اپنے مضمون کے آغاز میں یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ سلسلہ کی کوئی زبردست تحریک نہیں جو حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ پر زندہ نہ ہوئی ہو چنانچہ میں نے واقعات اور دلائل سے بتایا ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام۔ مدرسہ احمدیہ اور ریویو آف ریلیجنز آپ ہی کی کوششوں سے زندہ رہے ہیں۔ ورنہ اسوقت تک یہ تحریکیں موجودہ صورت میں مٹ چکی ہوتیں۔ اب حضرت صاحبزادہ صاحب کی کوششوں نے انپر سے موت کے تسلط کو اٹھا دیا ہے کیونکہ جب تک مدرسہ احمدیہ سے ایک طالب العلم بھی نکلیگا۔ اور اسکے ایک طالب العلم کے دینی فیوض سے فائدہ اٹھانے والوں میں سے ایک بھی باقی ہوگا۔ وہ اس مدرسہ کی بولتی ہوئی شہادت ہوگا ایسا ہی مدرسہ تعلیم الاسلام کا حال ہے اور جب تک ریویو سے فائدہ اٹھانے والا کوئی متنفس بھی باقی ہوگا۔ اور ریویو کا ایک کاغذ بھی موجود رہیگا وہ شہادت دیگا۔ کہ اگرچہ اسکے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی قدسی قوت نے اس پودہ کو لگایا تھا تو حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی کوشش اور سعی نے اسکو مرجھا جانے سے ایک وقت بچایا تھا۔

زبانیں ان خدمات کا انکار کر سکتی ہیں دیکھتی ہوئی آنکھیں ممکن ہیں منکر ہو جائیں۔ مگر وہ شہادتیں جو دنیا کے مختلف حصوں سے اٹھیں گی اور کرہ عالم میں گونجیں گی کوئی ہاتھ اور قدرت انہیں روک نہیں سکتی۔ اور یہ تو ابتدا ہے وقت آیا ہے کہ وہ جسے کہا جاتا ہے کہ اسنے کوئی خدمت نہیں کی۔ جس پر یہ تمسخر ریز فقرہ کسا جاتا ہے کہ اسکی عمر بعض کی خدمات سے چھوٹی ہے اپنے بارہ برس سے دنیا کے لئے ایک فضل کا ذریعہ ثابت ہو۔ خدا تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں۔ اور وہ پورے ہو کر رہینگے۔ قومیں اس وجود کے ذریعہ نجات پائیں گی۔ اور وہ فی الواقعہ بہتوں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ نادانو! خدا نے تمہیں اسکی شناخت کی توفیق سے تمہارے عجب و پندار کے بدلے میں محروم کر دیا۔ تو اپنی زبانوں پر قابو پاؤ۔ اسپر اعتراض نہ کرو اسکے پیچھے خود آؤ گے یا تمہاری اولاد مبتلا ہوگی۔

تم میں سے بہت ہیں جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ سے سنا ہوگا۔ کہ بٹالوی کو اولاد کی طرف سے جو رنج و غم پہنچا۔ اسکی جڑ کیا تھی؟ یہ اسی پاک وجود پر اعتراض کا خمیازہ اس بڈھے کو برداشت کرنا پڑا۔ ڈرو اور خدا کے خوف سے تمہارے دل کانپ جانے چاہئیں جو راہ تم نے اختیار کی ہے۔ یہ فلاح کی راہ نہیں گھبراؤ نہیں جلد پتہ لگ جائے گا۔

باکرہ باختہ شب دیجور

آئندہ نمبر میں انشاء اللہ بتا دونگا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے بچانے کی کیا کوششیں کی ہیں۔ وباللہ التوفیق

امیر المنکرین کا نیا اصول قرآن دانی

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ۹ جنوری ۱۹۱۵ء کے درس قرآن میں ایک عجیب نکتہ معرفت بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تمام خوبیوں اور کمالات پر آپنے پانی پھیر دیا ہے آجتک ہم یہی سمجھتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے بعد خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ بڑے زور و شور سے دعوی کیا کہ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے دعوی کے ساتھ دلائل رکھتی ہے اور کوئی ایسی بات نبی کریم صلعم نے پیش نہیں کی جسکی دلیل نہ دی ہو مگر آج مولوی محمد علی ایک نکتہ معرفت بیان کرتے ہیں۔

یہ فرق یاد رکھو کہ ایک نبوت کا کام ہوتا ہے اور دوسرا انعام کام یہ ہو کہ اللہ کی طرف سے حکم پا کر لوگوں کو پہنچاتا ہے اور بلا کسی دلیل کے اس حکم کو ماننے اور اس حکم پر عمل کرنے کو کہتا ہے ایسا شخص حقیقی اور مستقل نبی ہوتا ہے لیکن جسکا حکم بغیر کسی اور دلیل کے واجب التعمیل نہیں وہ حقیقی

خواجہ کمال الدین صاحب کی خودکشی یا اخلاقی موت

خواجہ کمال الدین صاحب نے ولایت سے واپس آکر جو خدمت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کی ہے۔ وہ اس خلیج کو وسیع کرنا ہے جو ان کے احباب نے ان کی غیر حاضری میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اختلاف اور شقاق پیدا کرنے کے لئے عملی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر پیدا کی تھی۔ اس صلح کے مجسمہ اور ٹالرشن کے دیوتا نے لاہوری انجمن کی نوماہی پر جو لیکچر دیا۔ اسکا عنوان تھا اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب لیکچر کا عنوان دلچسپ تھا اور لوگوں کو جمع کرنے کے لئے مختلف طریق اختیار کرنے کے باوجود بھی جو عزت اس لیکچر کی لاہور کی پبلک نے اپنی دلچسپی سے کی وہ خواجہ صاحب کو انکے لنڈن یا بمبئی کے ایک لیکچر کے واقعات یاد دلانے کو کافی ہے۔

میری غرض خواجہ صاحب کے اس لیکچر پر ایک تنقیدی بحث کرنا ہے اور میں قوم کو دکھا دینا چاہتا ہوں۔ کہ یہ غیر ذمہ وار لوگ کس طرح پر قوم کو حق سے دور لیجانے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ مگر واقعات نے بتا دیا ہے کہ ان جادوگروں کا طلسم جو خدمات اور اپنی تعریفات کے پردوں میں تھا۔ خدا کے فضل سے پاش پاش ہوچکا ہے اگرچہ ان غیر ذمہ دار لوگوں نے بارہا شور مچایا۔ اور الحکم کی تحریروں کو بے اثر کرنے کے لئے عجیب عجیب قسم کے تیرے برے مگر واقعات کی روشنی میں جب انکو کھڑا کر دیا گیا تو حقیقت کے چہرہ سے پردہ اٹھ گیا۔ اور اب حقائق پسند قوم سحر سامری کا مغالطہ نہیں کھا سکتی۔ کیونکہ اب واقعات اور بھی روز روشن میں آرہے ہیں۔ میں ان تنقیدی مضامین میں کسی ترتیب واقعات کا لحاظ نہیں رکھونگا۔ بلکہ واقعات کی اہمیت کے لحاظ سے میں تقدیم و تاخیر کرونگا وباللہ التوفیق۔

خواجہ صاحب نے واقعات افسریتی سے اپنے لیکچر کو بیجا طول دیا ہے مگر یہ طول انکے لئے اخلاقی موت سے کم نہیں۔ ایک شخص جو دنیا میں اپنے آپکو مسلم مشنری اور خود ساختہ لیڈر کی حیثیت سے پیش کرتا ہے اپنے آپکو باوجود حضرت مسیح موعودؑ کے خواص میں داخل کر کے حقائق پسند قوم پر رعب ڈالنا چاہتا ہے۔ جب کہ ایک پبلک لیکچر میں ایسے واقعات پیش کرتا ہے۔ جنکا کوئی تاریخی ثبوت ہونا لازمی ہے تو ہمارا اور ہر شخص کا حق ہے کہ اس سے مطالبہ کرے کہ یا وہ اس کو ثابت کرے۔ ورنہ وہی واقعہ اسکی اپنی اخلاقی موت کے فتوے پر اپنا دستخط ہوگا۔ (۱) جاپانی سفارت خواجہ صاحب نے اپنے اسباب اختلاف کے صفحہ ۷ پر لاہوری احباب کے مناقب اور فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

اور کون ہے جسکو شاہ جاپان کے لئے کتاب لکھ کر میرا امیر ترا بھیجنا چاہتا تھا۔ (صفحہ ۷ سطر ۵ و ۶)

کاش خواجہ صاحب اس بزرگ کا نام تو لکھ دیتے تو قوم کو اسکی تلاش و جستجو کی تکلیف گوارا نہ کرنی پڑتی۔ لیکن خیر انہوں نے اگر اس شہسوار کے نام کو چھپایا ہے تو ہم بھی اظہار کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ جیسے خواجہ صاحب نے برنگ سوال مطالبہ کیا ہے میں بھی سوال ہی کے رنگ میں قوم کی توجہ اور خواجہ صاحب کی بصیرت کے لئے ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ اور اس سے پہلے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون شخص تھا جس نے ۲ جون ۱۹۰۵ء کو جاپان میں تبلیغ سلسلہ کا سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور پیش کیا تھا؟ اور وہ کون شخص تھا (۲) جس نے یہ سوال آریوں کی مثال دیکر برنگ ترغیب پیش کیا تھا؟ اور وہ کون شخص تھا جسے (۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تحریک پر تنبیہ کی تھی۔ خواجہ صاحب اور انکے امثال کبھی ان سوالات کا جواب دینے کی جرأت نہیں کرینگے۔ اور جب کرینگے انہیں اپنی اخلاقی موت کے وارنٹ پر آپ دستخط کرنے پڑینگے۔

خواجہ صاحب نے لنڈن میں رہکر شاید اس مسئلہ کو خوب یاد کر لیا ہے کہ پبلک کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے اس امر کے اظہار میں ذرا بھی پرواہ نہیں کی۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام شاہ جاپان کو **تبلیغی نامہ** خواجہ صاحب کے ہاتھ بھیجنا چاہتے تھے وہی خواجہ جو ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ملنے کے لئے جاتے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ اپنے مامور کو وحی کرتا ہے کہ وہ عقل یہیں چھوڑ گئے وہی خواجہ جو اتنی جرأت اور حوصلہ نہیں کر سکتا کہ جلسہ مذاہب کے متعلق **حضرت مسیح موعود** علیہ السلام کا اعلان شائع کردے۔ وہی خواجہ جو **رامپور کے مباحثہ** میں ان لوگوں کو لیکر جو **مباحثہ** سے رکنا چاہتے تھے مراد آباد چلا جاتا ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور دہرائیگی۔ خواجہ صاحب کے پاس اس **واقعہ عظیم** کا کوئی ثبوت ہے تو وہ پبلک میں پیش کریں۔ غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ **گرامی نامہ** جس کی بنا پر انہیں یا انکے کسی رفیق کو منتخب کیا گیا تھا۔ انکے پاس ہوگا اور اسکا عکس بھی وہ ضرور شائع کرینگے۔ مگر ہمیں ایک تاریخی واقعہ حضرت اقدس کی زندگی میں شائع شدہ ملتا ہے۔ جس کی کبھی تردید نہیں کی گئی اسے ہم پیش کر دیتے ہیں۔

۲۶ جون کو ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور عیسائی لوگ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہوجائیں۔ آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے۔ اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جاوے۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلے کی نصرت کا وقت ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گزرا تھا۔ اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کے دن ہیں۔ ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور **اب فیصلہ کے دن قریب ہیں ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں۔**

فی الحال موجودہ معاملات میں دعا اور توجہ کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ معاملہ دور جانے والا نہیں۔ ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہوسکتی۔ وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو انکی پیروی ہمارے لئے منحوس ہے۔ اور ہمکو وحی کرنے والے گویا وہی ٹھہرینگے اگر خدا تعالےٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھیگا تو خود ہمکو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے۔ اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں۔ جب تک پہلے سے خدا تعالےٰ کا منشاء نہ ہو۔ ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے۔ ہمارا ارادہ مدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے اگر خدا چاہیگا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کردے گا جو خود ہماری طرف توجہ کریں گے یہ آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔ ہاں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراساں و ترساں رہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ سب کیا ہوا برباد ہو جاوے اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح ہوگے تو خدا تم میں اور ان میں فرق نہ کریگا اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کروگے تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھیگا۔

عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے موافق چلے ایسا انسان ایک بھی ہو تو خدا اسکی خاطر اگر ضرورت پڑے تو ساری دنیا کو غرق کر دیتا ہے۔ **لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان**

منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ اگر ہم اپنے آپکو درست نہ کریں گے۔ تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے۔ اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے۔ ہاں زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو۔ تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں۔ ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر چل نہیں سکتے۔ خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے"

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب جو خواجہ صاحب کو انکی تحریک پر دیا گیا۔ خواجہ صاحب بھول گئے ہوں۔ کیونکہ وہ بہت جلد بھول جاتے ہیں۔ تو اب یاد تازہ کرلیں۔ حضرت مسیح موعود کے حضور جو مبادرت اور تقدم علی الامام خواجہ نے اس تحریک سے کیا۔ اسوقت اسکی ہمیں سمجھ نہ تھی۔ مگر آج ان الفاظ کو لفظ بلفظ پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ خواجہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت و رسالت کا منکر ہے مگر حضرت مسیح موعودؑ اس جاپانی تحریک کا جواب اپنے اسی منصب سے دے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو منافق کی بحث اس نصیحت میں کی ہے۔ اسکا تعلق صاحب ذوق لوگ آج بخوبی اٹھا سکینگے۔ انبیاء علیہم السلام کا طریق ہے کہ وہ کسی کو لگا کر بات نہیں کیا کرتے۔ عام رنگ میں کلام فرمایا کرتے ہیں۔ مگر واقعات انکی تقریروں کے محلِ خصوصی کا اظہار آپ کر دیتے ہیں۔ یہ ہیں جاپانی تبلیغ کے مدعی اور منتخب سپہ سالار کی حقیقت کا راز۔

ناظرین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان کلمات کے بعد خیال کرلیں کہ خواجہ صاحب کا یہ دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر افترا ہے پس جو شخص اپنے امام پر ایک واقعہ کو گھڑ لیتا ہے تاکہ کسی طرح اسکی عزت قائم رہ سکے اسکی اخلاقی موت میں کیا شبہ ہے۔ اب امید ہے کہ خواجہ صاحب اور انکے دوست اپنے اس فقرہ کو یوں پڑھنا زیادہ پسند کرینگے۔ اور کون ہے جسکو شاہ جاپان کی تبلیغ کی تحریک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈانٹا تھا۔ اور دلوں کی تطہیر کا حکم دیکر نفاق سے ڈرایا تھا۔

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

اس مصیبت کی جڑ یہ ہے کہ خواجہ صاحب اور انکے غیر ذمہ دار دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس حیثیت سے ایمان ہی نہیں جو انہوں نے خدا تعالیٰ کے منشاء اور وحی کے ماتحت دنیا میں پیش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نبی اور رسول رکھا۔ اور بالآخر جری اللہ فی حلل الانبیاء رکھا یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع بلکہ فنا فی الاتباع کا نتیجہ تھی۔ اور وہ کوئی جدید ناسخ شریعت لیکر نہ آئے تھے۔ بلکہ قرآن مجید ہی کی حکومت اور شریعت کے احیاء اور اظہار کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی مگر یہ غیر ذمہ دار لوگ جو محض انجمن کے ممبر ہونے کی وجہ سے اپنے آپکو ذمہ دار اور دوسروں کو غیر ذمہ دار کہتے ہیں۔ آپ کے درجہ اور رتبہ کو گھٹانا چاہتے ہیں۔ بلکہ خواجہ تو اسقدر جرأت اور دلیری سے کام لے رہا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو

کاذب اور کافر قرار دیتا ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی آخری تحریر میں جو اخبار عام میں شائع ہوئی صاف الفاظ میں لکھا کہ میں خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں میں اسپر قائم ہوں اسوقت تک کہ میں دنیا سے گذر جاؤں۔

اب حضرت مسیح موعود کا عقیدہ اپنی نبوت اور رسالت کے موافق تو اس سے ظاہر ہے اور آپ کی تصانیف اس سے بھری ہوئی ہیں لیکن خواجہ صاحب کے نزدیک ایسا شخص کافر اور کاذب ہے۔ اب میں نہیں جانتا کہ جو شخص حضرت مسیح موعود کو اپنے دعویٰ نبوت و رسالت میں کاذب اور کافر سمجھتا ہے وہ احمدیت کے ساتھ کیا تعلق رکھتا ہے مجاز اور حقیقت کی بحث ایک غیر ضروری چیز ہے کیونکہ کوئی احمدی اس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے غیر کوئی چیز تھی۔ یا آپ کوئی ایسی شریعت لیکر آئے تھے جو قرآن کے مخالف ہو آپ قرآن کریم کے ہی خادم اور معلّم تھے۔

اسکے بعد خواجہ صاحب نے بڑا زور اس بات پر دیا ہے اور انکے لیکچر کا خلاصہ بالکل سیدھا یہ ہے کہ اگر خواجہ اور انکے ہم نوا موجودہ اختلاف میں غلطی پر ہیں تو پھر حضرت مرزا صاحب قبلہ نعوذ باللہ

ناکام و نامراد گئے

یہ تو کوئی ناکام و نامراد ہی ایسا کہہ سکتا ہے خدا تعالیٰ کی متواتر وحی نے تو یہ بتایا لا یبقی لک من المخزیات ذکرا۔ اور خواجہ مخزیات ثابت کرنا چاہتا ہے کیا کافر اور کاذب کہکر تسلی نہ ہوئی تھی جواب نامراد کہنا شروع کیا۔ دو چار دس نہیں۔ اگر دس ہزار اور دس لاکھ انسان بھی نعوذ باللہ مرتد ہو جاتے اور ایک بھی حضرت احمد کا ماننے والا باقی نہ رہتا تو کیا حضرت مسیح موعود کی ناکامی کی دلیل ہوتی۔

اگر یہ کلیہ اور قاعدہ درست ہے تو معلوم ہوا خواجہ صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نعوذ باللہ ناکام ہی قرار دیتے ہونگے۔ کیونکہ آپ کی وفات کے بعد جو فتنہ ارتداد پیدا ہوا تھا۔ اسکی حدیث میں ارتداد عرب ایک مشہور واقعہ ہے

خواجہ صاحب کو شاید یاد نہ ہو وہ اپنے امیر اور امام رئیس المنکرین سے پوچھ لے کہ جو مضمون اسنے الٰہی سلسلے اور ارتداد کے عنوان سے لکھا تھا۔ اس میں اسنے تو ارتداد محض کو بھی ناکامی قرار نہیں دیا۔ اگر یہودا اسکریوطی جو بارہ حواریوں میں شامل کیا گیا۔ اور جن پر حضرت مسیح کو اسقدر اعتبار تھا کہ وہ خزانچی بنا دیا گیا تھا۔ مسیح کے گرفتار کروا دینے سے بھی مسیح کی ناکامی کا ذریعہ نہیں ہوسکتا۔ اور اگر پطرس باوجود جنت کی کنجیوں کو لیکر بھی لعنت کرنے سے مسیح کی ناکامی کا باعث نہیں ہوسکتا۔ اور اسی طرح عبداللہ ابن ابی سرح باوجود کاتب وحی ہونے کے مرتد ہوکر اور عبداللہ بن جحش باوجود مہاجر ہونے کے پھر مرتد ہوکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ناکامی کا باعث نہیں ہوسکتا۔ تو خواجہ کا یہ نیا اجتہاد گوزشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا خواجہ اور اسکے رفقا کیا یہودہ اسکریوطی اور پطرس سے بڑھکر ہیں زیادہ سے زیادہ وہ ان بزرگوں کے ہمرتبہ ہونگے۔ پھر انکے ارتداد نے اگر مسیح ناصری کا کچھ نہیں بگاڑا۔ تو خواجہ صاحب اور اسکے رفقاء کا انکار خلافت اور حضرت مسیح موعود کی شان اور رتبہ پر حملہ کرنا

سلسلہ کی ناکامی کی دلیل نہیں

ہاں سلسلہ کی ناکامی کی دلیل یہ تو ہوسکتا ہے کہ ساری جماعت کو نعوذ باللہ غیر متقی قرار دیا جائے اور ان خمسہ متحیرہ کو باوجود انکی اس قسم کی ناسزا کوششوں کے بھی سلسلہ میں داخل سمجھا جاوے۔ پس خواجہ صاحب اپنے امام و امیر رئیس المنکرین کا وہ مضمون پڑھیں گے جو الٰہی سلسلے اور ارتداد کے عنوان سے اسنے لکھا تھا۔ تو انہیں ہوش آجائے گی۔ اور اگر وہ تکلیف نہ اٹھانا چاہیں تو میں اسے مکرر چھاپ دونگا۔

غرض خواجہ صاحب نے اپنے اس لیکچر میں حضرت مسیح موعود کی کسرشان کے لئے خوب زور لگایا ہے۔ اور وہ دیکھ لے گا کہ

انی مھین من اراد اھانتک

کے کیا معنے ہیں۔

پھر خواجہ صاحب نے قوم کو جاہل اور معاملہ فہمی کے مقام سے